Postal Reg. No. L/P/GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 60

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly BADR Qadian

شمارہ 22

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
35 پاؤنڈ یا 60 ڈالر امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 40 یورو

29 جمادی ثانی 1432 ہجری قمری - 2 احسان 1390 ہش - 2 / جون 2011ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیرو عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین ۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۔ برائے طلباء جامعہ احمدیہ قادیان ۔ برموقع سالانہ تقریب 2011

ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ نے خدمت دین کیلئے زندگی وقف کرنے کا جو عہد کیا ہے یہ خدا تعالیٰ اور اس کے قائم کردہ نظام کے ساتھ وہ عظیم الشان عہد ہے جسے آپ نے ساری زندگی نبھانا ہے۔

ایک کامیاب مربی وہی ہوتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ سے پختہ ذاتی تعلق ہو۔

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالناصر

لندن ۔ 09/05/11

پیارے عزیزان طلباء جامعہ احمدیہ قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے بتایا گیا ہے کہ چند دنوں تک جامعہ احمدیہ قادیان کے 36 طلباء اپنی تعلیم مکمل کر کے میدان عمل میں جا رہے ہیں۔ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اللہ مبارک کرے اور آپ کو جماعت کیلئے مفید وجود بنائے۔ آمین۔ آپ نے گزشتہ سالوں میں جماعت کی دینی درسگاہ میں تعلیم و تربیت پائی ہے۔ اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے مربی بن کر عملی زندگی کا آغاز کرنے والے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ نے خدمت دین کیلئے زندگی وقف کرنے کا جو عہد کیا ہے یہ خدا تعالیٰ اور اس کے قائم کردہ نظام کے ساتھ وہ عظیم الشان عہد ہے جسے آپ نے ساری زندگی نبھانا ہے۔ وقف کی روح کو ہمیشہ بیدار رکھنا ہے اور کبھی سست نہیں ہونا۔ دنیا کو نیکی کا حکم دینے اور برائیوں سے روکنے کا کام کرنے والوں کو قرآن شریف میں خیر امت کے خطاب سے نوازا گیا ہے۔ اس خطاب کا حقدار بننے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہیں۔ تعلق باللہ کا حصول آپ کا نصب العین ہونا چاہئے۔ ایک کامیاب مربی وہی ہوتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ سے پختہ ذاتی تعلق ہو۔ جسے دعائیں کرنے کی عادت ہو اور ان کی قبولیت پر کامل یقین ہو۔ ہر مشکل اور آزمائش میں اس کا رخ خدا تعالیٰ کی طرف ہو اور ہر خیر کے حصول پر وہ خدا تعالیٰ کا شکر گزار ہو۔ وہ عاجزی اور انکساری کی صفت سے متصف ہو۔ ہر کسی کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنے والا ہو۔ کبھی دنیاداری اور دنیا کی چیزوں کا حصول اس کا مطمح نظر نہ ہو۔ جو کچھ خدا تعالیٰ نے دیا ہے اس پر راضی خوشی اپنی زندگی بسر کرنے والا ہو۔ قناعت ایسا خلق ہے جس سے انسان کی عزت نفسِ قائم رہتی ہے اور معاشرے میں اس کا وقار بڑھتا ہے۔

اللہ کرے کہ یہ سب باتیں ہمیشہ آپ کے پیش نظر رہیں۔ آپ کو وقف کی حقیقی روح نصیب ہو۔ آپ عاجزی اور قناعت کی صفات سے مزین ہوں۔ سلسلہ کی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہوں۔ آپ کو رضوانِ الٰہی اور تعلق باللہ عطا ہو اور خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں میں شمار ہوں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو اور ہر لمحہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔ والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

قارئین بدر کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت امسال ہفت روزہ اخبار بدر قادیان کے سالانہ نمبر کیلئے ”درویشان قادیان نمبر“ کی منظوری عطاء فرمائی ہے۔ قارئین سے گزارش ہے کہ اس خصوصی نمبر کے لئے اپنے مضامین، واقعات و تبصرے نیز درویشان کی حالات زندگی مع یادگار تصاویر دفتر ہفت روزہ بدر قادیان میں ماہ اگست کے آخر تک بھجوادیں۔ جزاکم اللہ۔

اس سالانہ نمبر کے بابرکت اور مفید ہونے کیلئے دُعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (ادارہ)

ہفت روزہ بدر کا
سالانہ نمبر
”درویشانِ قادیان نمبر“

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

دہشت گردی ہر شکل میں بند ہونی چاہئے

مورخہ 2رمئی 2011 کوالقاعدہ کے سرغنہ اُسامہ بن لادن کی موت کی خبر کے بعد تقریباً تمام ملکی اور غیر ملکی چینلوں اور اخباروں میں خبریں نشر ہورہی ہیں اور کئی اخبارات اور چینلز میں اس کے مارے جانے اور اس تمام تفصیل کے ہر پہلو کو بیان کیا جارہا ہے۔اور اس بات کا اعلان کیا جارہا ہے کہ اسامہ بن لادن کی موت سے دہشت پسندی میں کمی واقع ہوگی اور اُس کا القاعدہ نیٹ ورک کمزور ہوگا۔انٹرنیٹ کی کوئی بھی ویب سائٹ کھولیں ۔آپ کو اُسامہ بن لادن کے متعلق خبروں کی بھرمار نظر آئے گی۔

قارئین! اُسامہ بن لادن دہشت گردی کی علامت کے طور پر ساری دنیا میں مشہور و معروف ہوا ہے۔لیکن اس کی موت کے بعد لوگوں کا اس کے بارے میں بکثرت جاننا اور اخباروں اور چینلوں کا اُسی پر تبصرہ جات کرنا اور کئی متواتر دن تک اُس بارے میں ہی گفتگو کرنا۔اس بات کی طرف ہی اشارہ کرتا ہے کہ آج دنیا میں لوگ تخریب اور دہشت کی خبروں کو بنسبت امن وامان کے قیام اور بحالی کی خبروں کے زیادہ توجہ سے سنتے ہیں۔

آج کا انسان یہ اعلان کرتے ہوئے نہیں تھکتا کہ وہ وحشی پن اور جنگلی حالت سے نکل کر مکمل طور پر تہذیب یافتہ بن چکا ہے وہ اپنے سے پچھلی قوموں کی نسبت زیادہ مہذب اور با اخلاق اور صداقت پسند ہے۔وہ اپنی ہر بات دلیل اور اصولوں سے بیان کرتا ہے۔مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔آج کا انسان جتنا دوسرے انسان سے خوف زدہ ہوتا ہے انسانی تاریخ میں پہلے کبھی وہ اتنا خوف زدہ نہیں ہوا۔جتنے خطرناک اور مہلک ہتھیار اُس نے جمع کئے ہیں اور روز بروز اُن میں اضافہ کرتا چلا جارہا ہے اتنے انسانی معلوم تاریخ میں پہلے کبھی بھی انسان کے پاس موجود نہیں رہے ہیں۔ایک مہذب اور دلیل سے بات کرنے والے انسان سے کس بات کا ڈر ہے؟ مہذب انسانوں کے ان دعووں کے بالکل برعکس حقیقت ہے۔آج کسی حاکم کو ذرہ سی چھوٹ مل جائے تو وہ ''ہٹلر'' جیسا بننے میں تھوڑی دیر بھی نہیں کرتا اور اپنے مخالفین کو پیروں تلے روندنے کیلئے جائز ناجائز ہر طریق اختیار کرتا ہے۔آج کا مہذب انسان یہ نصیحت تو کرتا ہے کہ ہر ایک بات اختلافات باہمی گفتگو اور جمہوریت کے اصولوں کے مطابق ایک میز پر بیٹھ کر حل ہونی چاہئے مگر اس اصول کو وہ اپنے اوپر لاگو کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔

موجودہ دنیا کا یہ قانون اور طاقت کی بالادستی کا اصول زندگی کے ہر شعبہ میں نظر آتا ہے۔مغربی طاقتیں اپنی بالادستی ثابت کرنے اور اپنے مفادات کے حصول کیلئے ہر جائز ناجائز طریق اختیار کرنے سے پیچھے نہیں ہٹتی۔اُن کے نزدیک اپنے ملک اپنے وطن کے آدمی کی جان کی تو قیمت ہے مگر دوسرے ملک اور دوسرے وطن کے آدمی کو وہ آدمی ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔اپنے ملک میں مارے گئے معصوموں کا بدلہ لینے کیلئے وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ دیگر ممالک کے لاکھوں معصوموں کو تہہ تیغ کررہے ہیں اور اُن پر مظالم کی ایک نئی داستان رقم کررہے ہیں۔

بے شک اسلام دہشت گردی کی سختی سے مذمت کرتا ہے۔اور کبھی بھی معصوموں کے قاتل اُسامہ بن لادن اور ان جیسے دیگر دہشت گردوں کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ دہشت گردی کے پس پشت مغربی استعماری طاقتوں کی ناانصافیاں اور ظلم بھی ایک بنیادی وجہ ہے۔اگر دنیا کی بڑی طاقتیں، انصاف اور عدل کو اپنائیں تو لازماً دنیا سے دہشت گردی کم ہوجائے گی۔

قارئین! اُسامہ بن لادن کا مارا جانا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ آج کے بعد دنیا امن وامان میں آگئی ہے۔کیونکہ جب تک مذہب کے نام پر غلط جہاد کی سوچ اور فکر قائم ہے ایک کے بعد دوسرے اُسامہ بن لادن کے قائم مقام مختلف ناموں سے پیدا ہوتے رہیں گے۔اس لئے ضروری ہے کہ جہاد۔دھرم یدھ اور ہولی وار کی غلط سوچ کو ختم کیا جائے اور اُس کے بدلے میں معاشرے کیلئے امن بخش اصولوں اور نظریات کو فروغ دیا جائے۔

جہاں ایک طرف دنیا میں قوموں اور ملکوں کے درمیان نظریات کے اختلافات کو لیکر تضاد ہے وہیں ہمیں آج کے مہذب کہلانے والے انسانوں میں یہ مرض بھی نظر آتا ہے کہ وہ اپنے سے مختلف نظریات اور حقائق کو صرف تقلید پرستی اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔یہ دہشت گردی کی دوسری شکل ہے۔جو اپنی پہلی شکل سے زیادہ خطرناک اور مہلک ہے۔اس کی مثال جماعت احمدیہ مسلمہ پر ہونے والے فتویٰ کفر اور اشتعال انگیز خطابات سے دی جاسکتی ہے۔مسلمان علماء احمدیہ مسلم جماعت کے خلاف کمربستہ ہیں اور اپنی تحریر وتقریر کے ذریعہ زہر اُگلتے ہیں۔نہ صرف زبانی اپنی زہر افشانیوں تک محدود رہتے ہیں بلکہ جہاں موقع ملے احمدیوں کو شہید کرنے اور نقصان پہنچانے کیلئے تیار رہتے ہیں۔بدقسمتی سے یہ مرض ہمارے پڑوسی ملک پاکستان میں زوروں سے پھل پھول رہا ہے اور اُن کے دیکھا دیکھی ہمارے وطن عزیز میں بھی اس بیماری نے پر نکالنے شروع کردیئے ہیں۔اس کی تازہ مثال ۱۰/اپریل کو لدھیانہ میں ہونے والی ''تحفظ ختم نبوت'' کانفرنس ہے۔جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام کی آڑ لیکر مسلمانوں کو جمع کیا گیا اور سارے جلسے میں سوائے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مہدی معہود علیہ السلام کے خلاف مغلظات اور فتویٰ کفر وقتل کے اور کچھ نہ تھا۔

یہ وہ دہشت گردی کی شکل ہے جو اپنے دیرپا اور زہریلے اثرات معاشرہ میں پھیلا رہی ہے اور اس کو پھیلانے والے علماء کرام ہی ہیں یہ وہ علماء ہیں جنہوں نے ہندوستان جیسے سیکولر ملک میں جہاں ہر ایک امن پسند شہری امن وامان سے رہ رہا ہے فتویٰ قتل بڑی شان سے شائع کئے ہیں اور اس پر عمل کرنے کیلئے لوگوں کو تحریک کررہے ہیں۔بطور مثال ''قادیانی مسائل'' مصنفہ مولوی یوسف لدھیانوی شائع کردہ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کا ایک اقتباس پیش ہے۔یہ کتابچہ پہلے پاکستان میں شائع ہوا تھا جس کو من وعن دارالعلوم میں دوبارہ شائع کیا گیا۔مولوی یوسف لدھیانوی لکھتا ہے

''ہماری بدنصیبی کہ قادیانی مرتد، زندیق، گستاخ رسول، باغی ختم نبوت، مجرمان تحریف قرآن وحدیث، غداران ملت ودین، آلہ کاران یہود ونصاریٰ ہونے کے باوجود خدا کی دھرتی پر بڑی عیش وعشرت اور کروفر کے ساتھ زندہ ہیں افسوس صد افسوس! وہ طائفہ مرتدین جسے تہہ تیغ ہونا تھا وہ گروہ زندیقین جسے تختہ دار پر جھولنا تھا سارقان ختم نبوت کی وہ جماعت جسے خاک وخون میں تڑپنا تھا اور جس کا بند بند کاٹا جانا تھا آج ہمارے معاشرے کا رواں دواں حصہ ہے۔'' (کتابچہ مذکورہ صفحہ ۲)

قارئین کرام! دہشت گردی ہر شکل میں ناجائز ہے۔چاہے وہ برسر اقتدار ممالک کی طرف سے غریب ملکوں اور خاص مذہب کے ماننے والوں پر کی جائے یا پھر دہشت گرد تنظیموں کی طرف سے بے قصور لوگوں کو موت کے گھاٹ اُتار کر بدلہ لینے کیلئے یا دشمن کو نقصان پہنچانے کیلئے کی جائے۔دہشت گردی ہر شکل میں قابل مذمت ہے۔لیکن اس کی سب سے بڑی قابل مذمت شکل مذہبی دہشت گردی ہے۔جس کے نتیجہ میں انسان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفلوج ہوجاتی ہے اور ملک کا امن وامان تباہ و برباد ہوجاتا ہے۔پاکستان کی مثال اس کا واضح نمونہ ہے۔پاکستان میں پہلے مذہبی تعصب اور دہشت گردی کا سہارا لیکر احمدیہ مسلم جماعت کو فتویٰ کفر کا نشانہ بنایا گیا۔احمدیوں کی جان، مال، دولت وعزت کو لوٹا گیا اور مسلمان علماء یہ کر کے خوش ہورہے تھے نیز اپنے خیال میں نیکیاں بجا لارہے تھے۔مگر حقیقت اس کے برعکس تھی وہ کفر کی تلوار جو پہلے احمدیوں کے لئے نکالی گئی تھی اب اُسے خون کا مزہ لگ چکا تھا لہٰذا اب ہر فرقہ دوسرے فرقہ کے خلاف کفر کی اس تلوار کو لیکر کھڑا ہوگیا۔اب ہر فرقہ دوسرے کو مار کر قتل کر کے معصوموں کا خون بہا کر کے خوش ہورہا ہے اور یہ صورت حال آج بھی قائم ہے۔

قارئین! اپنے وطن عزیز ہندوستان کی سلامتی اور تمام دنیا کی سلامتی کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ دہشت گردی کی ہر شکل کو ختم کیا جائے۔اور انصاف اور عدل کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے سچی کوششیں کی جائیں۔اگر آج کے مہذب انسان نے اس بارے میں غور وفکر کے بعد جلد از جلد عملی اقدامات نہ اُٹھائے تو ساری دنیا کے لئے دہشت گردی کا خطرہ ہر شکل میں بدستور جاری رہے گا۔لہٰذا ضروری ہے کہ اپنی آئندہ نسلوں کی حفاظت کیلئے پرامن دنیا کے لئے دہشت گردی کی ہر شکل کا خاتمہ کیا جائے۔

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیںؐ
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فِدا
تم ہمیں کافر کا دیتے ہو خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے رب الوریٰ

(درثمین)

تصحیح: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 11 جون 2010ء میں مکرم اعجاز احمد بیگ صاحب شہید کے ذکر خیر میں سہواً یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ ''تیمور جان صاحب ابن عبد المجید صاحب (نظام جان) کے بہنوئی تھے'' جبکہ تیمور جان صاحب مکرم اعجاز احمد بیگ صاحب شہید کے بہنوئی ہیں۔احباب اس کو درست کرلیں۔ (ایڈیٹر الفضل لندن)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اس وقت بدقسمتی سے اس فساد کی حالت میں سب سے زیادہ مسلمان ممالک اس کی لپیٹ میں ہیں۔

قرآن کریم صرف عوام الناس کو یہ حکم نہیں دیتا بلکہ حکمرانوں کو بھی یہی کہتا ہے کہ اپنے اقتدار پر تکبر کر کے ملک میں فساد پیدا نہ کرو۔ عوام کے حقوق تلف نہ کرو۔ امیر اور غریب کے فرق کو اتنا نہ بڑھاؤ کہ عوام میں بے چینی پیدا ہو جائے اور اس کے نتیجہ میں پھر بغاوت کے حالات پیدا ہوں۔

احادیث نبویہ میں اولی الامر اور حکمرانوں کے غلط رویّوں کے باوجود مومنوں کو صبر اور اطاعت اولی الامر کی تلقین کی گئی ہے۔

قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے موجودہ عالمی حالات میں احمدیوں کو خصوصیت سے ہر قسم کے فتنہ وفساد سے بچنے اور دعاؤں کی طرف توجہ دینے کی نہایت اہم تاکیدی نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ یکم اپریل 2011ء بمطابق یکم شہادت 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

چند جمعہ پہلے فروری کے آخری جمعہ میں مَیں نے خطبہ میں عالمِ اسلام کے لئے دعا کی تحریک کرتے ہوئے احمدی کو اپنی ذمہ داری سمجھنے کی طرف توجہ دلائی تھی کہ ہمارے پاس ذرائع نہیں ہیں، طاقت نہیں ہے، مسلمان ملکوں کے بادشاہوں تک کھل کر براہِ راست آواز نہیں پہنچا سکتے کہ انہیں سمجھائیں کہ تم اپنے بادشاہ ہونے یا حکمران ہونے کا صحیح حق ادا کرو۔ چند جگہوں پر ہو سکتا ہے کسی ذریعہ سے آواز پہنچ جائے لیکن واضح پیغام پہنچ سکے کہ نہ، یہ علم نہیں۔ بہر حال یہ مَیں نے اس لئے کہا تھا کہ احمدی جو دعا پر یقین رکھتے ہیں انہیں دعا کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان حکمرانوں کو عقل دے اور یہ اسلامی ممالک ہر قسم کی شکست و ریخت سے بچ جائیں۔ اسی طرح عوام کو بھی پیغام تھا کہ وہ بھی اپنی ذمہ داریاں سمجھیں اور اپنے ملکوں کو شدت پسندوں کی یا غیروں کی جھولی میں نہ گرائیں۔ بہر حال مَیں اس خطبہ میں اِن ملکوں میں رہنے والے احمدیوں کو بھی دوبارہ پیغام دیتا ہوں، پہلے بھی پیغام دیا تھا کہ دعاؤں کی طرف توجہ دیں اور جس حد تک دونوں طرف کو یہ عقل دلا سکتے ہیں دلائیں کہ شدت پسندی کسی مسئلے کا حل نہیں ہے اور جو سب سے بڑا ہتھیار ہے وہ دعا ہے۔ احمدیوں کی اکثریت نے اس پیغام کو سمجھ لیا تھا اور اللہ کے فضل سے احمدی تو عموماً اس توڑ پھوڑ میں حصہ نہیں لیتے۔ اس لئے انہوں نے عموماً نہ فساد میں حصہ لیا، نہ جنگ و جدل میں حصہ لیا۔ لیکن بعض ایسے بھی ہیں جن کے ذہنوں میں سوال اٹھتے ہیں کہ ہم جابر اور ظالم حکمران کے خلاف یا اس کی غلط پالیسیوں کے خلاف کس حد تک صبر دکھائیں؟ کیا ردّ عمل ہمارا ہونا چاہئے؟ یا بعض افریقن ممالک میں انتقالِ اقتدار میں روکیں ڈالنے والوں کے خلاف کیا ردّ عمل ہونا چاہئے؟ مثلاً جس طرح آئیوری کوسٹ میں ہو رہا ہے کہ اقتدار منتقل نہیں ہو رہا۔ اور کس حد تک احمدیوں کو باقی عوام کے ساتھ مل کر اس شدت پسندی میں شامل ہونا چاہئے جس کا ردّ عمل عوام دکھا رہے ہیں۔ یا حکومت کے خلاف جلوسوں میں شامل ہونا چاہئے۔ کیونکہ بعض پڑھے لکھے ہوئے بھی میرے پیغام کی روح کو نہیں سمجھے تھے اور سوال کرتے رہتے ہیں۔ وہ بعض دفعہ دو ٹوک جواب چاہتے ہیں کہ ہم پر یہ واضح کریں کہ ہم سختی سے اپنے حق کو حاصل کرنے کی مہم میں حصہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟ اور کس حد تک ظلموں کو برداشت کریں۔ اس سلسلے میں مَیں نے جو عرب ممالک ہیں یا افریقن عربی بولنے والے جو ممالک ہیں اور جنہیں ہمارا عربک ڈیسک ڈیل کرتا ہے، اُن کے بارہ میں عربک ڈیسک کے ساتھ اور ہانی طاہر صاحب کے ساتھ میٹنگ کی تھی۔ انہیں بڑا واضح طور پر، بڑا تفصیلی طور پر سمجھایا تھا کہ ان حالات میں ایک احمدی کا ردّ عمل اور کردار کیا ہونا چاہئے؟ دونوں طرف کے اچھے اور بُرے پہلو کیا ہوں گے؟ اس طرف ہمیں نظر رکھنی چاہئے۔ اور پھر یہی مَیں نے کہا تھا کہ یہ باتیں قلمبند کر کے جو بھی متعلقہ ملک ہیں یا ہمارے وہ لوگ جن کا ان سے رابطہ رہتا ہے اُن تک یہ پہنچائیں تاکہ احمدی کو حقیقی صورتِ حال کی سمجھ آ جائے۔

لیکن بعض خطوط اور سوالات سے مجھے لگتا ہے کہ بعض لوگوں کو جماعت احمدیہ کے نقطۂ نظر جس کی بنیاد قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات پر ہے اُس کی واضح طور پر سمجھ نہیں آئی۔ اسے واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے مَیں نے اس بارہ میں کچھ مواد جمع کروایا ہے، کچھ باتیں اکٹھی کی ہیں جو آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر قسم کے ابہام دور ہو جائیں۔

سب سے بنیادی چیز قرآنِ کریم ہے۔ اس میں بھی ہمیں دیکھنا ہے کہ قرآنِ کریم حکمرانوں کے ساتھ تعاون اور اطاعت کے بارے میں کیا حکم دیتا ہے۔ پھر یہ کہ عمومی فسادات میں ایک مسلمان کا ردّ عمل کیا ہونا چاہئے۔ کس حد تک اُس کو اپنا حق لینے کے لئے حکومت کے خلاف مہم میں حصہ لینا چاہئے۔ پھر احادیث کیا کہتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ارشاد فرمایا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ (النحل: 91) یہ حصہ آیت جو ہے ہم ہر جمعہ کو عربی خطبہ میں پڑھتے ہیں۔ اور اس کے معنے یہ ہیں کہ ہر قسم کی بے حیائی، ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے تمہیں اللہ تعالیٰ روکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ''بَغْی'' کے لفظ کی وضاحت کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''بَغْی اُس بارش کو کہتے ہیں جو حد سے زیادہ برس جائے اور کھیتوں کو تباہ کر دے''۔ فرمایا ''اور حقِ واجب میں کمی رکھنے کو بَغی کہتے ہیں اور یا حقِ واجب سے افزونی (زیادتی) کرنا بھی بَغی ہے''۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد نمبر 10 صفحہ 354 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

تو یہ ہے قرآنِ کریم کے احکامات کی خوبصورت تعلیم کہ ہر پہلو اور ہر طبقے کے لئے حکم رکھتا ہے۔ اس حکم میں یہ خیال نہیں آ سکتا کہ ایک طبقے کو حکم ہے اور دوسرے طبقے کو نہیں ہے۔ اس آیت کی مکمل تفسیر تو اس وقت بیان نہیں کر رہا، صرف بغاوت کے لفظ کی ہی وضاحت کرتا ہوں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے، حقِ واجب میں کمی کرنے اور حقِ واجب میں زیادتی کرنے دونوں سے اللہ تعالیٰ روکتا ہے۔ یعنی جب حاکم اور محکوم کو حکم دیا جاتا ہے تو دونوں کو اپنے فرائض کی ادائیگی کا حکم دیا جاتا ہے۔ نہ حاکم اپنے فرائض اور اختیارات میں کمی یا زیادتی کریں، نہ عوام اپنے فرائض میں کمی یا زیادتی کریں۔ اور جو بھی یہ کرے گا اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑنے والا ہو گا اور خدا تعالیٰ کی حدود کو توڑنے والا پھر خدا تعالیٰ کی گرفت میں بھی آ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے۔ پس آج کل چونکہ عوام حکومتوں کے خلاف سختی سے قدم اٹھانے کا جوش رکھتے ہیں اس لئے عوام کی حد تک آج بات کروں گا۔ اس بارے میں کئی احادیث ہیں جو حکمرانوں کے غلط رویے کے باوجود عوام الناس کو، مومنین کو صبر کی تلقین کا حکم دیتی ہیں۔

بخاری کتاب الفتن کا ایک باب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار سے یوں فرمانا کہ تم میرے بعد ایسے ایسے کام دیکھو گے جو تم کو بُرے لگیں گے۔ اور عبداللہ بن زید بن عامر نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے یہ بھی فرمایا: تم ان کاموں پر حوضِ کوثر پر مجھ سے ملنے تک صبر کئے رہنا۔

زید بن وہب نے کہا کہ مَیں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: تم میرے بعد دیکھو گے کہ تمہاری حق تلفی کر کے دوسروں کو ترجیح دی جارہی ہے۔ نیز ایسی باتیں دیکھو گے جن کو تم بُرا سمجھو گے۔ یہ سن کر صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! پھر ایسے وقت میں آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا: اُس وقت کے حاکموں کو اُن کا حق ادا کرو اور تم اپنا حق اللہ سے مانگو۔

(بخاری کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ ستروں بعدی امورا تنکرو نھا حدیث نمبر 7052)

پھر ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص اپنے امیر کی کسی بات کو ناپسند کرے تو اُس کو صبر کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ جو شخص اپنے امیر کی اطاعت سے بالشت برابر بھی باہر ہوا تو اُس کی موت جاہلیت کی سی موت ہوگی۔

(بخاری کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ ستروں بعدی امورا تنکرو نھا حدیث نمبر 7053)

پھر اُسَید بن حُضَیر سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے فلاں شخص کو حاکم بنا دیا اور مجھ کو حکومت نہیں دی۔ آپ نے فرمایا: تم میرے بعد دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی گئی ہے۔ پس تم قیامت کے دن مجھ سے ملنے تک صبر کئے جاؤ۔ (بخاری کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ ستروں بعدی امورا تنکرو نھا حدیث نمبر 7057)

سلمہ بن یزید الجعفی نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ یا رسول اللہ! اگر ہم پر ایسے حکمران مسلط ہوں جو ہم سے اپنا حق مانگیں مگر ہمارا حق ہمیں نہ دیں تو ایسی صورت میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اِعراض کیا۔ اُس نے اپنا سوال پھر دہرایا۔ آپ نے پھر اِعراض کیا۔ اُس نے دوسری یا تیسری دفعہ پھر اپنا سوال دہرایا۔ جس پر اشعث بن قیس نے اُنہیں پیچھے کھینچا (یعنی خاموش کروانے کی کوشش کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سوال پسند نہیں آیا)۔ تب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے حالات میں اپنے حکمرانوں کی بات سنو اور اُن کی اطاعت کرو۔ جو ذمہ داری اُن پر ڈالی گئی ہے اُس کا مؤاخذہ اُن سے ہوگا اور جو ذمہ داری تم پر ڈالی گئی ہے اُس کا مؤاخذہ تم سے ہوگا۔

(مسلم کتاب الامارۃ باب فی طاعۃ الامراء وان منعوا الحقوق حدیث نمبر 4782)

جُنادہ بن اُمیہ نے کہا کہ ہم عُبادہ بن صامت کے پاس گئے۔ وہ بیمار تھے۔ ہم نے کہا اللہ تمہارا بھلا کرے ہم سے ایسی حدیث بیان کرو جو تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہو۔ اللہ تم کو اُس کی وجہ سے فائدہ دے۔ اُنہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بلا بھیجا۔ ہم نے آپ سے بیعت کی۔ آپ نے بیعت میں ہمیں ہر حال میں خواہ خوشی ہو یا ناخوشی، تنگی ہو یا آسانی ہو اور حق تلفی میں بھی یہ بیعت لی کہ بات سنیں گے اور مانیں گے۔ آپ نے یہ بھی اقرار لیا کہ جو شخص حاکم بن جائے ہم اُس سے جھگڑا نہ کریں سوائے اس کے کہ تم اعلانیہ اُن کو کفر کرتے دیکھو جس کے خلاف تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہو۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ حدیث نمبر 4771)

اِن احادیث میں اُمراء اور حکام کی بے انصافیوں اور خلافِ شرع کاموں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لیکن پھر بھی آپؐ نے یہ فرمایا کہ اِن کے خلاف بغاوت کرنے کا تمہیں حق نہیں ہے۔ حکومت کے خلاف مظاہرے، توڑ پھوڑ اور باغیانہ روش اختیار کرنے والوں کا طرزِ عمل خلافِ شریعت ہے۔

اس آخری حدیث کی مزید وضاحت کر دوں کہ اس حدیث کے آخری الفاظ میں جو عربی کے الفاظ ہیں کہ وَاَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَھْلَہٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا کُفْرًا بَوَّاحًا عِنْدَکُم مِنَ اللّٰہِ فِیْہِ بُرْھَانٌ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ اقرار بھی لیا کہ جو شخص حاکم بن جائے ہم اُس سے جھگڑا نہیں کریں گے سوائے اس کے کہ تم اعلانیہ اُس کو کفر کرتے ہوئے دیکھو جس پر تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہو۔

حدیث کے یہ جو آخری الفاظ ہیں اِن کے معنی بعض سلفی، وہابی اور باقی متشدد دینی جماعتیں یا جو فرقے ہیں وہ یہ لیتے ہیں کہ صرف اُس وقت تک حکّام سے لڑائی جائز نہیں جب تک کہ اُن سے کفر بوّاح نہیں ظاہر ہو جاتا۔ (کھلا کھلا کفر ظاہر نہیں ہو جاتا) اگر حاکم سے کفرِ بوّاح نظر آ جائے تو پھر اس کے ازالے کے درپے ہونا اور اُس سے حکمرانی چھین لینا فرض ہے۔ یہی متشدد جماعتیں ہیں جنہوں نے اِس پر یہ دلیل سوچ رکھی ہے کہ حکومتوں کے خلاف بغاوت کی جاسکتی ہے۔ بلکہ بعض اپنے فتوؤں کو آپس میں ہی اتنا مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ فتوے دینے والے یہ کہتے ہیں کہ جن کو ہم نے کافر قرار دے دیا اُن کو جو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے۔ اور کافر کو کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر ہے۔ تو یہ جو تکفیر ہے اس کا ایک لمبا سلسلہ چلتا چلا جاتا ہے۔

بہر حال اس حدیث میں اصل الفاظ یہی ہیں کہ تم نے اطاعت کرنی ہے سوائے اس کے کہ ایسی بات کی جائے جو کفر کی بات ہو یا تمہیں کفر پر مجبور کیا جارہا ہو۔ اس کے علاوہ ہر معاملے میں اطاعت ہونی چاہئے اور اُس صورت میں بھی بغاوت نہیں ہے بلکہ وہ بات نہیں ماننی۔ بہر حال یہ اِن لوگوں کا نظریہ ہے، احمدیوں کا نہیں۔

ہاں اطاعت نہ کرنے کی بعض حالات میں جیسا کہ مَیں نے کہا سوائے اس کے کہ کفر پر مجبور کیا جارہا ہو، جو ہمیں جماعت میں ایک مثال نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ جب پاکستان میں یا بعض دوسرے ممالک میں احمدیوں کو کہا جاتا ہے کہ تم اپنے آپ کو مسلمان نہ کہو تو ہم یہ بات ماننے کو تیار نہیں۔ ہم مسلمان کہتے ہیں۔ یا کلمہ نہ پڑھو۔ ہم پڑھتے ہیں۔ یا ایک دوسرے کو سلام نہ کہو، یا قرآنِ کریم نہ پڑھو۔ تو یہ ہمارے مذہب کا اور دین کا معاملہ ہے۔ اس بارہ میں جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے اطاعت کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہاں بھی ہم بغاوت نہیں کرتے۔ صرف اِن معاملوں میں ہم کبھی کسی قسم کے قانون کو مان ہی نہیں سکتے کیونکہ یہ شریعت کا معاملہ ہے۔ اللہ اور رسول کے حکموں کا معاملہ ہے۔ جہاں تک ملک کے دوسرے قوانین کا تعلق ہے، اس کے باوجود ہر احمدی ہر قانون کی پابندی کرتا ہے۔

ہمارے نظریہ کی تائید میں پرانے ائمہ میں سے بھی ایک کا حوالہ ہے جو مَیں پیش کرتا ہوں۔ اس حدیث کی شرح میں حضرت امام النووی رحمہ اللہ تحریر کرتے ہیں کہ ’’کفر بواح کا مطلب ظاہر کفر ہے، اور اس حدیث میں کفر سے مراد گناہ ہے‘‘۔

پھر مزید فرماتے ہیں کہ ’’تم اربابِ حکومت سے اُن کی حکومت کے اندر رہ کر جھگڑا نہ کرو اور نہ اُن پر اعتراض کرو۔ سوائے اس کے کہ تم اُن سے کوئی ایسی بُری بات دیکھو جو ثابت اور متحقق ہو، جس کا بُرا ہونا تم اسلام کے قواعد یعنی قرآن اور حدیث کی رُو سے جانتے ہو۔ اگر تم ایسا دیکھو تو اُن کی اس بات کا بُرا مناؤ اور تم جہاں بھی ہو حق بات کہو۔ لیکن ایسے حکمرانوں کے خلاف بغاوت کرنا، اُن کے ساتھ لڑائی کرنا، مسلمانوں کے اجماع سے حرام ہے۔ خواہ وہ حکمران فاسق اور ظالم ہوں‘‘۔ لکھتے ہیں کہ ’’اس حدیث کا معنی جو مَیں نے بیان کیا ہے، دیگر احادیثِ نبویہ اس کی تائید کرتی ہیں۔ اہلِ سنت نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ فسق کے بنا پر حکمران کو معزول کرنا جائز نہیں۔ .... علماء کہتے ہیں کہ فاسق اور ظالم حکمران کو معزول نہ کرنے اور اُس کے خلاف لڑائی نہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ ایسی صورت میں مزید فتنے، خونریزی اور آپس میں فساد پیدا ہوگا۔ پس فاسق اور ظالم حکمران کا برسرِ اقتدار رہنا کم فساد پیدا کرے گا بہ نسبت اس کے جو اُسے معزول کرنے کی کوشش کے نتیجے میں پیدا ہوگا‘‘۔ (المنہاج بشرح صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ صفحہ 1430 دار ابن حزم 2002)

اور یہ بات آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ سچ ثابت ہو رہی ہے۔ دونوں طرف سے لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ بندوقیں چل رہی ہیں۔ جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ مسلمان مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں۔ پھر بخاری کی ایک حدیث ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حدود اللہ میں سستی کرنے والے اور حدود اللہ میں گر پڑنے والے افراد کی مثال اُس قوم کی طرح ہے جنہوں نے کشتی کی بابت قرعہ ڈالا جس کے نتیجے میں بعض کشتی کے اوپر والے حصے پر قیام پذیر ہوئے اور بعض کشتی کے نچلے حصے میں۔ جب کشتی کے نچلے حصے والے لوگ اوپر والوں کے پاس سے پانی لے کر گزرتے تھے تو وہ اس سے تکلیف محسوس کرتے تھے۔ جس پر نچلے حصے والوں میں سے ایک نے کلہاڑا پکڑا اور کشتی کے پیندے میں سوراخ کرنے لگا جس سے اوپر کے حصے والے اس کے پاس آئے اور اُس سے پوچھا تمہیں کیا ہوا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ میرے اوپر جا کر پانی لانے سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے اور پانی کے بغیر میرا گزارا نہیں۔ پس اگر اوپر والے اِس کا ہاتھ پکڑ لیں تو وہ اُسے بھی ڈوبنے سے بچا لیں گے اور اپنے آپ کو بھی ڈوبنے سے بچا لیں گے۔ اگر وہ اسے چھوڑ دیں گے اور کشتی کے پیندے میں سوراخ کرنے دیں گے تو وہ اُسے بھی ہلاک کر دیں گے اور اپنے آپ کو بھی ہلاک کر دیں گے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الشہادات۔ باب القرعۃ فی المشکلات حدیث نمبر 2686)

اس حدیث سے بعض لوگ یہ استدلال کرتے ہیں کہ عوام بدی کرنے والوں کو، بدی کے ارتکاب سے یا غلط کاموں سے زبردستی روک دیں جو درست نہیں ہے کیونکہ اس طرح باہم جھگڑا اور فساد پیدا ہو جائے گا۔ اگر اس سے مراد حکومت کے خلاف بغاوت لیں تو وہ بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلافِ ارشاد بات ہوتی ہے۔ حدیث یہ ہے۔ دوبارہ واضح کر دوں۔ اگر کشتی والے اُن کا ہاتھ پکڑ لیں تو وہ اسے ڈوبنے سے بچائیں گے اور اپنے آپ کو بھی ڈوبنے سے بچا لیں گے۔ اگر چھوڑ دیں گے تو پیندے میں سوراخ ہوگا وہ آپ بھی ہلاک ہوگا، اُن کو بھی ہلاک کرے گا، اس سے ایک تو یہ لیا جاتا ہے کہ اگر کوئی فساد پیدا ہو رہا ہو، اگر نقصان پہنچ رہا ہو تو اس کا قلع قمع کرنے کے لئے زبردستی روک دینا جائز ہے لیکن یہ باقی احادیث سے خلاف ہے۔ حکومتوں کے معاملے میں یہ چیز نہیں ہے۔ اس کی تائید میں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث پیش کی جاتی ہے اور اُس کے حوالے سے یہ استنباط کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سختی کا حکم دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی کوئی بات فرما ہی نہیں سکتے جو قرآن کی تعلیم کے خلاف ہو۔ یقیناً اس کے سمجھنے میں بھی لوگوں کو غلطی لگی ہے۔

روایت یہ ہے۔ ’’ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ تم میں سے جو کوئی ناپسندیدہ کام دیکھے وہ اُسے اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ اگر اسے طاقت نہ ہو تو پھر اپنی زبان سے اور یہ طاقت بھی نہ ہو تو پھر اپنے دل سے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الایمان۔ باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان حدیث نمبر 177)

(اس حدیث کی شرح میں) امام ملا علی قاری لکھتے ہیں، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ہمارے بعض علماء کہتے ہیں

کہ ناپسندیدہ کام کو ہاتھ سے تبدیل کرنے کا حکم حکمرانوں کے لئے ہے۔ زبان سے تبدیل کرنے کا حکم علماء کے لئے ہے اور دل سے ناپسندیدہ بات کو ناپسند کرنے کا حکم عوامِ مؤمنین کے لئے ہے۔

(مرقاۃ۔شرح مشکاۃ۔ جز9۔ کتاب الاداب باب الامر بالمعروف الفصل الاول حدیث نمبر 5137 صفحہ نمبر 324 دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001)

پس یہ اس حدیث کی بڑی عمدہ وضاحت ہے کہ تین باتیں تو ہیں لیکن تین باتیں تین مختلف طبقوں کے لئے اور صاحبِ اختیار کے لئے ہیں۔ وہاں بھی اگر کشتی میں روکنے کی بات ہے تو اس کو ڈوبنے سے بچانے کے لئے صاحبِ اختیار کو ہی روکنے کا حکم ہے۔ اگر ہر کوئی اس طرح روکنے لگ جائے گا تو پورا ایک فساد پیدا ہو جائے گا۔ اور فساد اور بدامنی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاللّٰہُ لَایُحِبُّ الْفَسَادَ۔ سورۃ بقرۃ کی آیت 206 ہے کہ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اگر یہ مراد لی جائے کہ عوام حکمران کی کسی بات کو ناپسند کریں تو وہ حکومت کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں اور توڑ پھوڑ اور فتنہ وفساد اور قتل وغارت اور بغاوت شروع کر دیں تو یہ مفہوم بھی شریعت کی ہدایت کے مخالف ہے۔ اس بارہ میں قرآنِ کریم کا جو حکم ہے، فیصلہ ہے وہ مَیں پہلے بیان کر آیا ہوں کہ وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ (النحل:91)۔

انبیاء کا حکومتِ وقت کی اطاعت کے بارے میں کیا نمونہ رہا ہے؟ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء دنیا میں آئے۔ (کنزالعمال کتاب الفضائل باب الثانی فی فضائل سائر الانبیاء ......الفصل الثانی الاکمال جلد6 صفحہ 219 حدیث 32274 دارالکتب العلمیۃ بیروت 2004)

قرآنِ کریم نے دو درجن کے قریب انبیاء، بیس پچیس انبیاء کے حالات بیان فرمائے ہیں مگر کسی نبی کی بابت یہ ذکر نہیں فرمایا کہ اُس نے دنیاوی معاملات میں اپنے علاقے کے حاکمِ وقت کی نافرمانی یا بغاوت کی ہے۔ یا اُس کے خلاف اپنے متبعین کے ساتھ مل کر مظاہرے کئے ہوں یا کوئی توڑ پھوڑ کی ہو۔ دینی امور کے بارے میں تمام انبیاء نے اپنے اپنے علاقوں کے حکمرانوں کے غلط عقائد کی کھل کر تردید کی اور سچے عقائد کی پُرزور تبلیغ کی۔ حضرت یوسفؑ کی مثال لیتا ہوں جو عموماً بیان کی جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بیان کی ہے، حضرت مسیح موعودؑ نے بھی، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی۔

اس کے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ ھٰذَا الْقُرْآنَ وَاِنْ کُنْتَ مِنْ قَبْلِہٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ (یوسف:4) کہ ہم نے جو یہ قرآن تجھ پر وحی کیا ہے اس کے ذریعے ہم تیرے سامنے ثابت شدہ تاریخی حقائق میں سے بہترین بیان کرتے ہیں۔ جبکہ اس سے پہلے اس بارہ میں تو غافلوں میں سے تھا۔ ثابت شدہ تاریخی حقائق کیا ہیں جو قرآنِ کریم واضح بیان فرما رہا ہے۔ سورۃ یوسف میں جو اکثر حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات پر مشتمل ہے، اِن حالات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے کافر بادشاہ فرعونِ مصر کی کابینہ میں وزیرِ خزانہ کے طور پر، مال کے نگران کے طور پر کام کیا۔ اگر بادشاہ کو یہ خیال ہوتا کہ یوسف علیہ السلام اس کے وفادار نہیں ہیں اور نعوذ باللہ محض منافقانہ طور پر اس کی اطاعت کرتے ہیں تو وہ ہرگز اپنی کابینہ میں شامل نہ کرتا۔ اور ویسے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں یہ خیال کرنا بھی بے ادبی میں داخل ہے کہ نعوذ باللہ وہ دل سے تو فرعونِ مصر کے خلاف بغض وعناد رکھتے تھے مگر ظاہری طور پر منافقانہ رنگ میں اُس کی اطاعت کرتے تھے اور اس سے وفاداری کا اظہار کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَذٰلِکَ کِدْنَا لِیُوْسُفَ۔ مَا کَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاہُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِکِ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ (یوسف:77)۔ اس طرح ہم نے یوسف کے لئے تدبیر کی۔ اس کے لئے ممکن نہ تھا کہ اپنے بھائی کو بادشاہ کی حکمرانی میں روک لیتا سوائے اس کے کہ اللہ چاہتا۔ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہِ مصر کے قانون کے مطابق اپنے حقیقی بھائی کو مصر میں روکنے کا اختیار نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ تدبیر کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے بھلوا کر شاہی پیمانہ جو تھا اپنے بھائی کے سامان میں رکھوا دیا اور تلاشی لینے پر اُن کے بھائی کے سامان میں سے ہی وہ پیمانہ نکل آیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے کافر اور مشرک بادشاہ کے قانون کے پابند تھے۔ دنیاوی معاملات میں حضرت یوسف علیہ السلام کافر بادشاہ کے قانون کی پابندی اور وفاداری سے اطاعت کے باوجود دینی امور میں اس کے غلط عقائد کی پابندی اور اطاعت نہیں کرتے تھے۔

پھر قرآنِ کریم میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا

(سورۃ النساء آیت:60)

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”یعنی اللہ اور رسول اور اپنے بادشاہ کی تابعداری کرو“۔ یہ شہادۃ القرآن میں فرمایا۔ (شہادت القرآن روحانی خزائن جلد6 صفحہ 332)

پھر ایک دفعہ فرمایا کہ: ”یعنی اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو“۔ بادشاہوں کی اطاعت اختیار کرو۔ (الحکم 10 فروری 1901ء جلد5 نمبر5 صفحہ 1)

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں: ”اے مسلمانو! اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقع ہو تو اس امر کو فیصلے کے لئے اللہ اور رسول کے حوالے کرو۔ اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور احسن تاویل ہے“۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن۔ جلد3۔ صفحہ 596)

فرمایا کہ: ”یعنی اگر تم کسی بات میں تنازع کرو تو اس امر کا فیصلہ اللہ اور رسول کی طرف ردّ کرو اور صرف اللہ اور رسول کو حَکم بناؤ، نہ کسی اور کو“۔ (الحق مباحثہ دہلی۔ روحانی خزائن جلد4۔ صفحہ 184)

اور اللہ اور رسول کا فیصلہ جیسا کہ پہلے مَیں بیان کر آیا ہوں یہی ہے کہ عام دنیاوی حالات میں ایک مومن پہ جو بھی حالات گزر جائیں تو بغاوت نہ کرو۔ اگر کفر کو دیکھو یا کفر کا حکم سنو تو اطاعت اُس حد تک واجب ہے جہاں تک اس کے علاوہ باتیں ہیں۔ اِن باتوں میں اطاعت نہیں ہے۔ لیکن بغاوت کی تب بھی اجازت نہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”قرآن شریف میں حکم ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ یہاں اُوْلِی الْاَمْر کی اطاعت کا حکم صاف طور پر موجود ہے۔ اور اگر کوئی شخص کہے کہ مِنْکُم میں گورنمنٹ داخل نہیں تو یہ اُس کی صریح غلطی ہے۔ گورنمنٹ جو حکم شریعت کے مطابق دیتی ہے وہ اُسے مِنْکُم میں داخل کرتا ہے۔ مثلاً جو شخص ہماری مخالفت نہیں کرتا وہ ہم میں داخل ہے۔ اشارۃ النص کے طور پر قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہئے اور اس کے حکم مان لینے چاہئیں“۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 171 مطبوعہ ربوہ)

فرمایا: ”اگر حاکم ظالم ہو تو اُس کو برا نہ کہتے پھرو بلکہ اپنی حالت میں اصلاح کرو، خدا اُس کو بدل دے گا یا اُسی کو نیک کر دے گا۔ جو تکلیف آتی ہے وہ اپنی ہی بدعملیوں کے سبب آتی ہے۔ ورنہ مومن کے ساتھ خدا کا ستارہ ہوتا ہے، مؤمن کے لئے خدا تعالیٰ آپ سامان مہیا کر دیتا ہے۔ میری نصیحت یہی ہے کہ ہر طرح سے تم نیکی کا نمونہ بنو۔ خدا کے حقوق بھی تلف نہ کرو اور بندوں کے حقوق بھی تلف نہ کرو۔

(الحکم 24 مئی 1901ء۔ نمبر19 جلد5 صفحہ 9 کالم نمبر2)

یہ نیکی کے نمونے ہیں جو احمدیوں کو بھی قائم کرنے چاہئیں بلکہ احمدیوں کو ہی قائم کرنے چاہئیں۔ اُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُم سے مراد صرف مسلمان حکمران نہیں۔ اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”بعض مسلمان غلطی سے اس آیت کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حکم صرف مسلمان حکّام کے حق میں ہے کہ اُن کی اطاعت کی جاوے۔ لیکن یہ بات غلط ہے اور قرآنِ کریم کے اصول کے خلاف ہے۔ بیشک اس جگہ لفظ مِنْکُم کا پایا جاتا ہے۔ مگر مِنْکُم کے معنی یہ نہیں ہیں کہ جو تمہارے ہم مذہب ہوں بلکہ اس کے یہی معنی ہیں کہ جو تم میں سے بطور حاکم مقرر ہوں۔ مِنْ ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کفار کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ (الانعام:131)۔ اس آیت میں مِنْکُم کے معنی اگر ہم مذہب کریں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ نعوذ باللہ من ذالک، رسول کفار کے ہم مذہب تھے۔ پس ضروری نہیں کہ مِنْکُم کے معنی ہم مذہب کے ہوں۔ یہ اور معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اس جگہ اس کے یہی معنی ہیں کہ وہ حاکم جو تمہارے ملک کے ہوں یعنی یہ نہیں کہ جو حاکم ہو اُس کی اطاعت کرو بلکہ اُن کی اطاعت کرو جو تمہارا حاکم ہو۔ اور فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ کے یہ معنی نہیں کہ قرآن وحدیث کی رُو سے فیصلہ کر لو۔ بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اگر حکام کے ساتھ تنازع ہو جائے تو خدا اور اُس کے رسول کے احکام کی طرف اُس کو لوٹا دو۔ اور وہ حکم یہی ہے کہ انسان حکومتِ وقت کو اُس کی غلطی پر آگاہ کر دے۔ اگر وہ نہ مانے تو پھر اللہ تعالیٰ پر معاملہ کو چھوڑ دے۔ وہ خود فیصلہ کرے گا اور ظالم کو اُس کے کردار کی سزا دے گا“۔

جیسا کہ حضرت یوسفؑ کے واقعہ میں بیان کر آیا ہوں، آپ بھی یہی دلیل دے رہے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ ”قرآنِ کریم میں حضرت یوسف کا واقعہ جس طرح بیان ہوا ہے وہ بھی دلالت کرتا ہے کہ حاکم خواہ کسی مذہب کا ہو اُس کی اطاعت ضروری ہے۔ بلکہ اگر اُس کے احکام ایسے شرعی احکام کے مخالف بھی پڑ جاویں جن کا بجالانا

M/S ALLIA EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
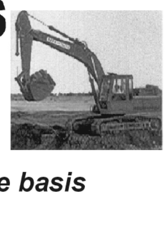
Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2112266, Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

حکومت کے ذمہ ہوتا ہے تب بھی اُس کی اطاعت کرے۔ چنانچہ حضرت یوسفؑ کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب اُن کے بھائی اُن کے پاس چھوٹے بھائی کو لائے تو وہ اُن کو وہاں کے بادشاہ کے قوانین کی رو سے اپنے پاس نہیں رکھ سکتے تھے اس لئے خدا نے اُن کے لئے خود ایک تدبیر کردی‘‘۔ اسی طرح آپ آگے جا کر فرماتے ہیں کہ ’’یہ جو آیت ہے اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ (یوسف:56)۔ اس کے نیچے تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے۔ اس نے اس کی تفسیر بیان کی ہے۔ یعنی اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ ’’ظالم بلکہ کافر بادشاہ کی طرف سے عُہدوں کا قبول کرنا اس شخص کے لئے جائز ہے جو اپنی جان پر اعتبار رکھتا ہے کہ وہ حق کو قائم رکھ سکے گا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ حق کے قیام سے یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنی شریعت کو چلا سکے۔ کیونکہ جیسا کہ حضرت یوسف کے بھائی کے معاملہ سے ظاہر ہے، کافر کی ملازمت کے لئے یہ شرط نہیں کہ مومن اپنا ذاتی خیال چلا سکے۔ پس حق کی حفاظت سے یہی مراد ہے کہ ظلم کی باتوں میں ساتھ شامل نہ ہو جائے۔ پس حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملہ سے بھی ظاہر ہے کہ خواہ گورنمنٹ کافر ہی کیوں نہ ہو، اُس کی وفاداری ضروری ہے۔

(ترک موالات اور احکام اسلام، بحوالہ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 259،260)

اس کی مزید وضاحت کہ حکمرانوں سے اختلاف کی صورت میں کیا کیا جائے؟۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ کیا حکمران صرف مسلمان ہیں جن کی اطاعت کرنی ہے۔ یا یہ جو حکم ہے یہ دونوں کے لئے آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ میں کیا ارشاد فرمایا؟ آپ نے پہلے خلفاء کی بابت فرمایا کہ ’’مَیں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنا شیوہ بناؤ خواہ کوئی حبشی غلام ہی تم پر حکمران کیوں نہ ہو۔ جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے، وہ لوگوں میں بہت بڑا اختلاف دیکھیں گے۔ پس ایسے وقت میں میری وصیت تمہیں یہی ہے کہ تم میری سنت اور میرے بعد آنے والے خلفاء راشدین کی سنت کو اختیار کرنا۔ تَمَسَّکُوْا بِھَا۔ تم اُس سنت کو مضبوطی سے پکڑ لینا اور جس طرح کسی چیز کو دانتوں سے پکڑ لیا جاتا ہے، اسی طرح اس سنت سے چمٹے رہنا اور کبھی اس راستے کو نہ چھوڑنا جو میرا ہے یا میرے خلفاء راشدین کا ہوگا‘‘۔ مسند احمد بن حنبل کی یہ حدیث ہے۔

(مسند احمد بن حنبل۔ مسند العرباض بن ساریہ جلد نمبر 5 صفحہ 842۔ حدیث نمبر 17275 عالم الکتب بیروت 1998)

اور دنیاوی حُکّام کی بابت کیا تعلیم ہے؟ یہ بخاری میں ہی ہے۔ فرمایا کہ ’’تم میرے بعد ایسے حالات دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ بے انصافی ہوگی‘‘۔ (اس کا پہلے بھی ذکر آچکا ہے۔ جو دنیاوی حکام ہیں یہ اُن کے لئے ہے)۔ ’’تمہارے حقوق دبائے جائیں گے اور دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی۔ اور ایسے امور دیکھو گے جنہیں تم ناپسند کرو گے۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ایسے حالات میں آپ ہمیں حکم کیا دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ اُن کا یعنی ایسے حکمرانوں کا حق اُنہیں دینا اور اپنا حق اللہ سے مانگنا‘‘۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الفتن۔ باب قول النبی ﷺ ستر ون بعدی اموراً تنکر ونہا حدیث نمبر 7052)

مسلم میں بھی اس سے ملتی جلتی ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خواہ حکمران بہت ظالم اور غاصب ہو، اُس کی اطاعت کرنی ہے۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ باب فی طاعۃ الامراء وان منعوا الحقوق حدیث نمبر 4782)

پس ظالم حکمران کی بھی اطاعت کا حق ادا کیا جائے۔ اُس کے خلاف بغاوت نہ کی جائے اور اُس کی اطاعت سے انکار نہ کیا جائے۔ بلکہ اُس کی تکلیف اور شر کے دور کرنے اور اُس کی اصلاح ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور تضرّع کے ساتھ دعا کی جائے۔

ایک احمدی کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اُس نے کن شرائط پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی ہے؟ شرط دوم مثلاً یہ ہے کہ ’’جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے‘‘۔

اور چوتھی شرط یہ ہے کہ ’’یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا، نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 159 مطبوعہ ربوہ)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’وَالْفِتْنَۃُ اَکْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (البقرۃ:218) اور بغاوت کو پھیلانا یعنی امن کا خلل انداز ہونا قتل سے بڑھ کر ہے‘‘۔

(جنگ مقدس۔ روحانی خزائن۔ جلد 6 صفحہ 255)

فرمایا کہ ’’اُوْلِی الْاَمْر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔ اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اُس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے‘‘۔

(ضرورت الامام۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 493)

پھر فرمایا کہ ’’خدانخواستہ اگر کسی ایسی جگہ طاعون پھیلے جہاں تم میں سے کوئی ہو تو مَیں تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کے قوانین کی سب سے پہلے اطاعت کرنے والے تم ہو۔ اکثر مقامات میں سنا گیا ہے کہ پولیس والوں سے مقابلہ ہوا۔ میرے نزدیک گورنمنٹ کے قوانین کے خلاف کرنا بغاوت ہے جو خطرناک جرم ہے۔ ہاں گورنمنٹ کا بیشک یہ فرض ہے کہ وہ ایسے افسر مقرر کرے جو خوش اخلاق، متدیّن اور ملک کے رسم و رواج اور مذہبی پابندیوں سے آگاہ ہوں۔ غرض تم خود اِن قوانین پر عمل کرو اور اپنے دوستوں اور ہمسایوں کو اِن قوانین کے فوائد سے آگاہ کرو۔ (ملفوظات۔ جلد اول۔ صفحہ 134۔ جدید ایڈیشن)

پھر ایک دفعہ کالج میں، یونیورسٹی میں ایک ہڑتال ہوئی۔ اُس کے بارہ میں فرمایا کہ ’’مفسد طلباء کے ساتھ شمولیت کا جو طریق اختیار کیا ہے یہ ہماری تعلیم اور ہمارے مشورہ کے بالکل مخالف ہے۔ لہٰذا وہ اس دن سے اس بغاوت میں شریک ہے۔‘‘ (یعنی جو بھی اپنے ایک عزیز کے بارے میں فرمایا)۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ جب طلباء نے لاہور میں اپنے پروفیسروں کی مخالفت میں سٹرائیک کیا تھا تو جو لڑکے اس جماعت میں شامل تھے اُن کو میں نے حکم دیا تھا کہ وہ اس مخالفت میں شامل نہ ہوں اور اپنے استادوں سے معافی مانگ کر فوراً کالج میں داخل ہو جاویں۔ چنانچہ انہوں نے میرے حکم کی فرمانبرداری کی اور اپنے کالج میں داخل ہو کر ایک ایسی نیک مثال قائم کی کہ دوسرے طلباء بھی فوراً داخل ہو گئے۔ (ملفوظات۔ جلد پنجم۔ صفحہ 172-173۔ جدید ایڈیشن)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی اس بارہ میں کیا وضاحت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’ہر ایک مسلمان کے لئے اطاعت اللہ و اطاعت الرسول و اطاعت اولی الامر ضروری ہے۔ اگر اولی الامر صریح مخالفت فرمانِ الٰہی اور فرمانِ نبوی کی کرے تو بقدر برداشت مسلمان اپنی شخصی و ذاتی معاملات میں اولی الامر کا حکم نہ مانے یا اُس کا ملک چھوڑ دے۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُم صاف نصّ ہے۔ اُوْلِی الْاَمْر میں حکّام و سلطان اول ہیں اور علماء و حکماء دوم درجے پر ہیں‘‘۔

(البدر نمبر 8۔ جلد 9۔ 16 ردسمبر 1909ء۔ صفحہ 4 کالم 2)

اب بعض لوگ یہ بھی سوال اُٹھا دیتے ہیں کہ کشمیریوں کے حق میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ مل کر جو جلسہ اور جلوس کیا تھا اور اُس کی اجازت دی تھی۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ جو طریق تھا یہ بھی وہی طریق ہے جو آج کل حکومت کے خلاف بغاوت ہے اور اس لئے جائز ہے۔ حالانکہ یہ ایک باہر کی آواز تھی۔ جلوس اور جلسے اُن کے حقوق دلوانے کے لئے تھے۔ کوئی لڑائی نہیں تھی۔ کوئی توڑ پھوڑ نہیں تھی۔ حکومت کو توجہ دلائی گئی تھی کہ کشمیریوں کے جو حقوق غصب کئے جا رہے ہیں وہ دیئے جائیں۔ اُن کی جائیدادیں اُن کے نام برائے نام ہیں، اور ساری جائیداد کی جو آمد ہے وہ راجہ کے پاس چلی جاتی ہے تو اُن حقوق کی طرف توجہ دلائی گئی تھی کہ اُن کے حقوق اُن کو دلوائے جائیں۔ بہرحال حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 1929ء میں 29 نومبر کی ہڑتال کے متعلق دریافت کیا گیا کہ احمدیوں کا اِس کے متعلق کیا رویہ ہونا چاہئے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ’’ہڑتال میں شامل نہیں ہونا چاہئے۔ ہاں، جلسے اور جلوس وغیرہ میں شامل ہو جانا چاہئے‘‘۔ حقوق کے لئے جہاں تک جلسے جلوس کا تعلق ہے ٹھیک ہے کیونکہ اس کی حکومت نے ایک حد تک اجازت دی ہوئی ہے۔ لیکن ہڑتال اور دکانیں بند اور توڑ پھوڑ، یہ چیزیں جائز نہیں۔

پھر ’’ایک صاحب نے کہا کہ شہروں میں احمدیوں کی دکانیں چونکہ بہت کم ہوتی ہیں اس لئے اگر وہ کھلی رہیں تو حملہ کا خطرہ ہوتا ہے اور لوگ ڈنڈے سے بند کرواتے ہیں‘‘۔ اس پر فرمایا کہ ’’اگر ڈنڈے سے کوئی بند کرائے تو کر دی جائے اور پولیس میں جا کر اطلاع دے دی جائے کہ ہم دکان کھولنا چاہتے ہیں لیکن ہمیں فلاں آدمی نہیں کھولنے دیتے۔ اگر پولیس حفاظت کا ذمہ لے تو کھول دی جائے ورنہ نہ سہی‘‘۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ کیا ہڑتال قانوناً ممنوع ہے؟ تو جواب میں آپ نے فرمایا کہ ’’قانون کا سوال نہیں۔ یہ یوں بھی ایک فضول چیز ہے جس سے گاہک اور دکاندار دونوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اب 29 تاریخ کو جو مسلمان باہر سے لاہور یا اپنے قریبی شہروں میں سودا وغیرہ خریدنے جائیں گے وہ مجبوراً ہندوؤں کی دکانوں سے سودا خریدیں گے (کیونکہ مسلمانوں نے ہڑتال کی ہوئی ہے) جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا۔

(ماخوذ از اخبار الفضل قادیان مؤرخہ 10 ردسمبر 1929ء نمبر 47 جلد 17 صفحہ 6 کالم 1)

اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

خالص سونے کے زیورات کا مرکز

الفضل جیولرز گولبازار ربوہ 047-6215747

کاشف جیولرز چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ فون 047-6213649

منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھرا پردیش

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281,04027172202

09849128919, 08019590070

پھر آپ نے ایک دفعہ فرمایا کہ قانون شکنی کی تلقین کرنے والوں سے ہم کبھی تعاون نہیں کر سکتے۔ ’’بعض جماعتیں ایسی ہیں جو بغاوت کی تعلیم دیتی ہیں۔ بعض قتل و غارت کی تلقین کرتی ہیں۔ بعض قانون کی پابندی کو ضروری نہیں سمجھتیں۔ ان معاملات میں کسی جماعت سے ہمارا تعاون نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ ہماری مذہبی تعلیم کے خلاف امور ہیں۔ اور مذہب کی پابندی اتنی ضروری ہے کہ چاہے ساری گورنمنٹ ہماری دشمن ہو جائے اور جہاں کسی احمدی کو دیکھے اُسے صلیب پر لٹکانا شروع کر دے پھر بھی ہمارا یہ فیصلہ بدل نہیں سکتا کہ قانونِ شریعت اور قانونِ ملک کبھی توڑا نہ جائے۔ اگر اس وجہ سے ہمیں شدید ترین تکلیفیں بھی دی جائیں تب بھی یہ جائز نہیں کہ ہم اس کے خلاف چلیں‘‘۔ (الفضل 6/اگست 1935ء جلد 23 نمبر 31 صفحہ 10 کالم 3)

پس ہڑتالوں کے بارہ میں بڑے واضح طور پر یہ سارے احکامات سامنے آ گئے ہیں۔ مَیں نے پہلے بھی حدیث کی وضاحت میں سورۃ بقرۃ کی آیت 206 کا ایک حصہ سنایا تھا کہ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ۔ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ جب زبردستیاں شروع ہوتی ہیں تو فساد پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت بدقسمتی سے اس فساد کی حالت میں سب سے زیادہ مسلمان ممالک اس کی لپیٹ میں ہیں۔ یہ مکمل آیت جو ہے یوں ہے کہ وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْہَا وَیُہْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ (البقرۃ:206) اور جب وہ صاحبِ اختیار ہو جائے تو زمین میں دوڑا پھرتا ہے تا کہ اس میں فساد کرے اور فصل اور نسل کو ہلاک کرے جبکہ اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

تو جب ظالم حکمران ہو جاتے ہیں تو وہ دوسروں کی جو مخالفین ہیں اُن کی جائیدادوں کو، اُن کی فصلوں کو، اُن کی نسلوں کو بے دریغ نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب یہ پوری آیت جو ہے یہ حکمرانوں کو تنبیہ کر رہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک عمومی فرمان بھی ہے کہ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ۔ اس لئے بغاوت کرنے والوں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ پس جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا تھا کہ قرآنِ کریم صرف عوام الناس کو یہ حکم نہیں دیتا بلکہ حکمرانوں کو بھی یہی کہتا ہے کہ اپنے اقتدار پر تکبر کر کے ملک میں فساد پیدا نہ کرو۔ عوام کے حقوق تلف نہ کرو۔ امیر اور غریب کے فرق کو اتنا نہ بڑھاؤ کہ عوام میں بے چینی پیدا ہو جائے اور اس کے نتیجے میں پھر بغاوت کے حالات پیدا ہوں اور اس طرح تم اپنے اس عمل کی وجہ سے بھی خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آ ؤ۔

اب دیکھیں جو حالات سامنے آ رہے ہیں، بلا استثناء ہر جگہ یہی آواز اُٹھ رہی ہے کہ قومی دولت لوٹی گئی ہے اور عوام کو اُن کے حقوق سے محروم کیا گیا ہے۔ کس قدر بدقسمتی ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر نصیحت کی اور تنبیہ فرمائی تھی، اُنہی میں سے سب سے آگے یہ لوگ ہیں جو آج کل مسلمان ملکوں کے حکمران ہیں، جو اس قسم کی غلط حرکتیں کر رہے ہیں۔ عوام کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری حکمرانوں کی ہے، اُن کی اقتصادیات کی بہتری کی ذمہ داری حکمرانوں کی ہے۔ اُن کی صحت کی ذمہ داری حکمرانوں کی ہے اور اس طرح دوسرے بہت سارے حقوق ہیں۔ غرضیکہ یہ سب حکومتوں کے کام ہیں۔ اُن کو یہ ادا کرنے چاہئیں۔ ان کو سرانجام نہ دے کر یہ لوگ فساد پیدا کر رہے ہیں اور فساد اللہ تعالیٰ کی نظر میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انتہائی ناپسندیدہ ہے۔

پس ہمارے حکمرانوں کو اللہ تعالیٰ کے انعاموں کی قدر کرتے ہوئے اُن اصولوں اور اُسوہ پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے جس کی مثالیں ہم دیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے جب حکومت تھی تو کس طرح انصاف قائم فرمایا تھا کہ عیسائی، عیسائیوں کی حکومت دوبارہ قائم ہونے پر رو رو کر یہ دعا کرتے تھے کہ مسلمان دوبارہ ہمارے حکمران بن جائیں۔ اور یہاں یہ حال ہے کہ مسلمان رعایا مسلمان حکمرانوں کے خلاف کھڑی ہے کہ انصاف قائم نہیں ہو رہا۔ پس اُس تقویٰ کی تلاش کی ضرورت ہے جو آج مسلمانوں میں مفقود ہے، ختم ہو چکا ہے۔ حکمران ہیں یا عوام ہیں دونوں اگر اس اَصل کو پکڑیں گے تو کامیاب ہوں گے۔ بہرحال احمدیوں کے لئے یہ واضح ہدایت ہے کہ اپنے آپ کو اس فساد سے بچانا ہے۔ دعائیں کریں۔ اگر دل سے نکلی ہوئی دعائیں ہوں گی تو ایک وقت میں جب اللہ تعالیٰ چاہے گا قبولیت کا درجہ پائیں گی اور ان ظالموں سے اگر ظالم حکمران ہیں تو نجات ملے گی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

آگے بھی جو تبدیلیوں کے بعد حالات نظر آ رہے ہیں وہ شاید عارضی امن کے تو ہوں لیکن مستقل امن کے نہیں ہیں۔ اس طرح جو تبدیلیاں ہوتی ہیں، جو ظلم کر کے اقتداروں پر قبضہ کیا جاتا ہے یا انقلاب لائے جاتے ہیں تو اُن میں بھی ایک مدت کے بعد پھر ظالم حکمران پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ ایک ظالم کے جانے کے بعد دوسرے ظالم آ جاتے ہیں۔ اس لئے یہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر کوئی ظالم حکمران کبھی مسلّط نہ کرے۔ اللہ کرے کہ عامّۃ المسلمین بھی اور حکمران بھی اپنے اپنے فرائض اور حقوق کو پہچانیں اور پھر اُن کو ادا کرنے کی کوشش کریں اور اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کے سامنے پیش کریں۔

اس وقت جمعہ کی نماز کے بعد مَیں (چند) جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ امۃ الودود صاحبہ اہلیہ مکرم سید عبدالحیٔ شاہ صاحب ناظرِ اشاعت انجمن احمدیہ ربوہ کا ہے۔ دو دن پہلے اچانک بلڈ پریشر ہائی ہوا اور ہسپتال میں داخل تھیں کہ برین ہیمبرج ہو گیا اور وہیں 25 مارچ کو اُن کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اُن کی عمر 72 سال تھی۔ محترم شیخ محبوب الٰہی صاحب ساکن سری نگر کی بیٹی تھیں جو ایک برہمن تھے اور ہندو مذہب ترک کر کے خود احمدی ہوئے تھے۔ اُن کا پہلا نام رادھا کرشن تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے شیخ

برکات خلافت

ہمیں بخشی ہے مولیٰ نے خلافت آسمانی بھی
دکھائی ہے ہمیں مولیٰ نے اس کی کامرانی بھی
خلافت نے ہمیں ہر اک اندھیرے سے نکالا ہے
خلافت کی ہی برکت سے ملی ہے شادمانی بھی
وہ بدقسمت ہے جو ہے دور مہدی کی خلافت سے
ملی ہے یہ خلافت حق تعالیٰ کی عنایت سے
خلافت کی بدولت دین غالب آئے گا اک دن
خدا ہم کو دکھائے یہ خوشی اپنی کرامت سے
دعا کرتے رہو اپنے خلیفہ کے لئے ہر دم
اسی کے دم سے ہم میں آج رونق اور وحدت ہے
خلافت ہم میں نہ ہوتی تو ہم بھی سب بکھر جاتے
خلافت کی بدولت ہم میں باہم پیار و الفت ہے

(خواجہ عبدالمومن، اوسلو۔ ناروے)

صاحب کو قادیان بلا کر دینی تعلیم دلوائی، اور پھر انہوں نے خدمت دین کی۔ مرحومہ کی والدہ محترمہ خواجہ عبدالعزیز ڈار صاحب ابن حضرت حاجی عمر ڈار صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ اچھے آسودہ حال گھرانے سے تھیں لیکن واقفِ زندگی سے شادی ہوئی ہے تو اپنے وقف کو خوب نبھایا ہے اور ہر حالت میں خوشی سے گزارہ کیا ہے۔ ملنسار اور غریب پرور تھیں۔ ایک چھ سات سال کی بچی کو لے کر پالا۔ تربیت کی، پرورش کی، اُسے تعلیم دلوائی اور اپنے خرچ پر اُس کی شادی کی۔ ہمارے جو احمد یحيٰ صاحب ہیں Humanity First کے چیئرمین، یہ اِن کی والدہ تھیں۔

دوسرا جنازہ محمد سعید اشرف صاحب ابن چوہدری محمد شریف صاحب لاہور کا ہے۔ یہ ایک سڑک عبور کرتے ہوئے 27/مارچ کو ایک ایکسیڈنٹ کا شکار ہو گئے۔ تین موٹر سائیکل سواروں نے آپ کو ٹکر ماری۔ آپ اور آپ کی اہلیہ دونوں جا رہے تھے۔ اہلیہ کو تو چوٹیں لگیں۔ یہ وہیں سائیڈ پر گر گئے اور موٹر سائیکل ان کے اوپر سے گزر گیا۔ بہرحال سہارے سے اٹھے اور رکشہ کورکوایا۔ ہسپتال جا رہے تھے لیکن جب وہاں ہسپتال جا کے مرہم پٹی کی ہے تو ابھی دس منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ سانس رکنے لگا اور وہیں وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے نانا حضرت فضل دین صاحبؓ اور نانی حسن بی بی صاحبہؓ دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ اور جماعت سے وفا اور خلافت سے انتہائی وفا اور اخلاص کا تعلق تھا۔ جماعتی کاموں میں حصہ لینے والے تھے۔ ان کے ایک بیٹے محمد احسن سعید صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ جامعہ احمدیہ جرمنی میں بطور استاد کام کر رہے ہیں۔ یہ جانے لگے تھے تو اُن کی والدہ نے کہا کہ وقف کا تقاضا یہی ہے کہ تم یہاں نہ آؤ اور اپنے فرائض انجام دو تو دوسرا جنازہ ان کا ہے جو ادا ہوگا۔

تیسرا جنازہ نعیمہ بیگم صاحبہ کا ہے۔ اوہائیو امریکہ میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معالجِ خاص تھے اُن کی بیٹی تھیں اور خلافتِ ثانیہ سے لے کر اب تک خلافت سے اِن کا بڑا تعلق تھا اور ذاتی تعلق تھا اور بڑا اخلاص و وفا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے کہنے پر انہوں نے ایم اے ہسٹری کیا ہے۔ جامعہ نصرت میں کچھ عرصہ پڑھایا۔ پھر آج کل اپنے بیٹے کے پاس امریکہ میں مقیم تھیں۔ وہاں بھی یہ لجنہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی تھیں۔ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ اِن کے درجات بلند کرے۔

اگلا ایک اَور جنازہ نعیم احمد وسیم صاحب کا ہے جو 6/مارچ کو امریکہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ حضرت حاجی محمد دین صاحب تہالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے جو قادیان میں ’’دعاؤں کی مشین‘‘ کے نام سے معروف تھے۔ نہایت مخلص، متوکل اور فدائی خادمِ سلسلہ تھے اور سب جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث، حضرت مرزا ناصر احمد خلافت سے پہلے جب خلافت ثانیہ میں حفاظت مرکز کی نگرانی کا کام ان کے سپرد تھا تو اس وقت یہ اُن کے ساتھ بھی کام کرتے رہے ہیں۔ ربوہ کی سنگِ بنیاد کی تقریب میں بھی یہ شامل ہوئے تھے۔ اُس کے بعد یہ امریکہ چلے گئے۔ وہاں امریکہ میں بھی انصار اللہ کے قائد مال کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ چند مہینے پہلے ان کو دل کا حملہ ہوا تھا اور کافی حالت خراب ہو گئی تھی۔ اُس وقت بھی مسجد کے لئے انصار اللہ کی کوشش تھی اور چندہ اکٹھا کر رہے تھے تو ہوش میں آتے ہی جو پہلا سوال کیا وہ یہی تھا کہ مسجد کے چندے کا حساب کتاب ٹھیک کر لیا گیا ہے کہ نہیں؟ یا فلاں فلاں بل کی ادائیگی ہونی تھی وہ کر دی ہے کہ نہیں کر دی۔

اللہ تعالیٰ اِن سب مرحومین کے درجات بلند فرمائے، اور اِن کی نیکیاں اِن کی نسلوں میں جاری رکھے۔ نمازِ جمعہ کے بعد اِن کی نمازِ جنازہ ہوگی۔

☆☆☆

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا بے مثال صبر و استقلال خلقِ عظیم کے جھروکے سے

(قسط: اوّل)

محمد انعام غوری۔ قادیان

نوٹ: سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مضمون میں اکثر واقعات مع حوالہ جات محترم حافظ مظفر احمد صاحب ربوہ کی تالیف ''اُسوۂ انسانِ کامل ؐ'' سے لئے گئے ہیں۔

ایک صبر وہ ہوتا ہے جو قضاء و قدر کی طرف سے وارد ہونے والی تکالیف پر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوعِ ونقصٍ من الاموال والا نفسِ والثمراتِ وبشر الصبرین۔ (البقرۃ ۱۵۶)

کہ ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔

اس نوعیت کی آزمائشوں میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے صبر و استقامت کے بے مثال نمونوں سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔ لیکن ایک صبر وہ ہوتا ہے جو نیکیوں کے حصول کے راستہ میں اور اپنے نفس کو پاک کرنے کے جہاد میں کیا جاتا ہے اور جس طرح جہاد بالسیف یعنی جہاد اصغر میں آپؐ کے صبر و استقامت کی داستانیں بھری پڑی ہیں اسی طرح نفس کو پاک کرنے کے جہاد اکبر میں بھی آپؐ کا بے مثال صبر و استقلال قدم قدم پر ہماری رہنمائی فرما رہا ہے۔

ذیل میں اِس جہاد اکبر کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جو ارشاد باری تعالیٰ اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیم۔ (القلم: ۵) کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم تو تو بہت بڑے خلق پر فائز ہے، کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

زبان کی حفاظت:

انسان اور جانور میں عقل و شعور کے علاوہ زبان کا فرق ہے اس لئے انسان کو حیوانِ ناطق کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور قوت گویائی عطا فرمائی اور مافی الضمیر کو ادا کرنا سکھایا۔ یہ زبان ہی ہے جس سے خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جاتی ہے اور یہ زبان ہی ہے جس سے باہمی تعلقات سنورتے ہیں۔

جہاں رام ہوتا ہے میٹھی زبان سے
نہیں لگتی اس میں کچھ محنت زیادہ
(اقبال)

لیکن اگر اسی زبان کا غلط استعمال ہو تو بندے اور خالق کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ خدا کی رضا کی بجائے ناراضگی اور غضب کا مؤرد بن جاتا ہے۔ بھائی بھائی کا دُشمن ہو جاتا ہے۔ میاں بیوی میں طلاق خلع تک نوبت آجاتی ہے۔ اور بدزبان انسان سے نہ صرف اس کے گھر والے بلکہ ہمسایہ، دوست و احباب سبھی تعلق توڑ لیتے ہیں۔ کہتے ہیں تلوار کا زخم مندمل ہو جاتا ہے لیکن زبان کا گھاؤ مندمل ہونا ممکن نہیں۔ اس لئے محاورہ استعمال ہوتا ہے کہ ''پہلے تو لو پھر بولو''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مختصر حدیث احفظ لسانک یعنی اپنی زبان کی حفاظت کر بظاہر تو بہت معمولی اور آسان نصیحت ہے لیکن اس پر عمل درآمد کرنا بڑے صبر اور حوصلے کا تقاضا کرتا ہے۔

اسی سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لمبی حدیث کا ترجمہ پیش ہے جو متعدد نصائح پر مشتمل ہے اور آخر پر زبان کی حفاظت کی تاکید فرمائی گئی ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا کام بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے اور دوزخ سے دور رکھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ تم نے ایک بہت بڑی اور مشکل بات پوچھی ہے لیکن اگر اللہ توفیق دے تو یہ آسان بھی ہے۔ تو اللہ کی عبادت کر۔ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔ نماز پڑھ۔ باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کر۔ رمضان کے روزے رکھ۔ اگر زادِ راہ ہو تو بیت اللہ کا حج کر۔ پھر آپؐ نے یہ فرمایا کیا میں بھلائی اور نیکی کے دروازوں کے متعلق تجھے نہ بتاؤں؟ سنو! روزہ گناہوں سے بچنے کی ڈھال ہے۔ صدقہ گناہ کی آگ کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ رات کے درمیانی حصہ میں نماز پڑھنا اجر عظیم کا موجب ہے...... پھر آپؐ نے فرمایا۔ کیا میں تم کو سارے دین کی جڑ بلکہ اس کا ستون اور اُس کی چوٹی نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ! ضرور بتایئے۔ آپؐ نے فرمایا دین کی جڑ اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اُس کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کیا میں تجھے اس سارے دین کا خلاصہ نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کی۔ جی ہاں یا رسول اللہ ضرور بتایئے۔ آپؐ نے اپنی زبان کو پکڑا اور فرمایا اسے روک کر رکھو میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ کیا ہم جو کچھ بولتے ہیں اُس کا بھی ہم سے مواخذہ ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا تیری ماں تجھے گم کرے۔ (عربی محاورہ ہے) لوگ اپنی زبانوں کی کاٹی ہوئی کھیتیوں یعنی اپنے بُرے بول اور بے موقع باتوں کی وجہ سے ہی جہنم میں اوندھے منہ گرتے ہیں۔

(ترمذی کتاب الایمان باب فی حرمۃ الصلوۃ)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یارسول اللہ! نجات کیسے حاصل ہو۔ آپؐ نے فرمایا ''امسک علیک لِسَانَکَ ولیسعک بیتک وابک علی خطیئتک ''ترمذی ابواب الذھد باب حفظ اللسان) کہ اپنی زبان روک کر رکھو۔ تیرا گھر تیرے لئے کافی ہو۔ یعنی حرص سے بچو۔ اگر کوئی غلطی ہو جائے تو نادم ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر معافی طلب کرو۔

ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جس نے زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی وہ نجات پا گیا''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت کا دلآویز نقشہ یوں کھینچا کہ:۔

''رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مسکراتے تھے۔ عمدہ اخلاق والے اور نرم خو تھے۔ نہ تُرش رُو تھے نہ تندخو (یعنی بدمزاج اور تیز طبیعت والے نہ تھے) نہ کوئی فحش زبان پر لانے والے نہ چیخ کر بولنے والے۔ نہ عیب لگانے والے اور نہ بخیل تھے۔ جو بات ناگوار ہوتی اُس کی طرف توجہ ہی نہ فرماتے۔ نہ ہی اُس کے متعلق کوئی جواب دیتے۔ آپؐ نے اپنے آپ کو تین باتوں سے کلیۃً آزاد کرلیا ہوا تھا۔ جھگڑے، تکبر اور فضول باتوں سے۔ اور تین باتوں میں لوگوں کو آزاد چھوڑ رکھا تھا۔ یعنی آپ ؐ کسی کی مذمت نہ کرتے تھے، کسی کی غیبت نہ کرتے تھے اور کسی کی پردہ دری نہ چاہتے تھے۔ آپؐ صرف اُس امر کے بارے میں گفتگو کرتے جس میں ثواب کی اُمید ہو۔ جب آپؐ خاموش ہو جاتے تو لوگ بات کر لیتے تھے۔ آپؐ اپنے صحابہ کی باتوں میں دلچسپی لیتے۔ ان کی ہنسی مذاق کی باتوں میں اُن کا ساتھ دیتے اور تعجب کا موقع ہوتا تو تعجب فرماتے۔ کبھی کوئی اجنبی مسافر آجاتا تو اُس کی گفتگو یا سوال نہایت توجہ سے سماعت فرماتے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۰۶)

کسی کے بارے میں کوئی شکایت پہنچتی تو نام لئے بغیر (بعض لوگ کہہ کر) مجلس میں سرزنش یا تنبیہ فرماتے (بخاری) کسی کو سرزنش کرتے تو اتنا فرماتے ''اللہ اس کا بھلا کرے اُسے کیا ہوا؟'' زیادہ سوالات اور قیل و قال سے منع فرماتے۔ (بخاری۔ ایضاً)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آپؐ کے اخلاق کے بارہ میں بیان ہے کہ آپؐ کبھی فحش کلامی نہ فرماتے تھے۔ نہ ہی بازاروں میں آوازیں کسنا آپؐ کا شیوہ تھا۔ آپؐ بدی کا بدلہ بدی سے نہیں دیتے تھے بلکہ عفو اور درگذر سے کام لیتے تھے'' (بخاری۔ ایضاً)

گالیاں سن کر بھی زبان کو روکے رکھنا بڑے صبر اور حوصلہ مند انسان کا ہی کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین آپؐ کو گزرتا دیکھ کر مذمم، مذمم کہہ کر پکارا کرتے تھے کہ وہ دیکھو مذمت کیا ہوا ملامت کیا ہوا شخص جا رہا ہے (نعوذ باللہ من ذالک) اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مطلق توجہ نہ فرماتے اور صحابہؓ کے پوچھنے پر فرماتے تم کیوں دُکھ محسوس کرتے ہو وہ تو کسی مذمم کو برا بھلا کہتے ہیں میرا نام تو خدا نے محمدؐ رکھا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی بہت تعریف کیا گیا محبوب وجود۔

اور اسی رنگ میں اپنے صحابہؓ کی بھی تربیت فرمائی مسند احمد کی حدیث ہے حضرت ابو ہرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص ابوبکرؓ کو برا بھلا کہہ رہا تھا اور ابوبکرؓ خاموش کھڑے سنتے رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ فاصلہ پر کھڑے ہو کر مسکرا رہے تھے اور تعجب فرما رہے تھے جب اُس شخص نے گالیاں دینے میں حد کردی تو ابوبکرؓ نے بھی جواباً کچھ الفاظ کہے۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے چل پڑے۔ ابوبکرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! جب تک وہ شخص مجھے گالیاں دیتا رہا اور میں خاموش رہا تو آپؐ سنتے رہے اور جب میں نے اس کا جواب دیا تو آپؐ ناراض ہو کر وہاں سے چل پڑے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ابوبکر! جب تک تم خاموش تھے فرشتے تمہاری طرف سے اُسے جواب دیتے دے رہے تھے لیکن جب تم نے خود جواب دینا شروع کیا تو فرشتے چلے گئے اور شیطان آگیا تو میں وہاں کس طرح بیٹھ سکتا تھا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

'' پھر ایک اور بات بھی ضروری ہے جو ہماری جماعت کو اختیار کرنی چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ زبان کو فضول گوئیوں سے پاک رکھا جاوے زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ وجود کی ڈیوڑھی میں آجاتا ہے۔ جب خدا ڈیوڑھی میں آگیا تو پھر اندر آنا۔ کیا تعجب ہے''

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۴۵)

اسی طرح فرماتے ہیں:۔

'' ہر ایک بات کہنے سے پہلے سوچ لو کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا اللہ تعالیٰ کی اجازت اُس کے کہنے میں کہاں تک ہے۔ جب تک یہ نہ سوچ لو مت بولو۔ ایسے بولنے سے جو شرارت کا باعث اور فساد کا موجب ہو، نہ بولنا بہتر ہے۔ لیکن یہ بھی مومن کی شان سے بعید ہے کہ امر حق کے اظہار میں رکے۔ اُس وقت کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اور خوف زبان کو نہ روکے''۔ (ملفوظات جلد نمبر ا صفحہ ۴۲۳)

۲۔ کھانے پینے میں صبر اور حوصلہ دکھانا بھی ایک بہترین خلق ہے:

بالخصوص انسان جب بھوک و پیاس کی تکلیف سے دوچار ہو تو اس کے صبر کا گویا امتحان ہوتا ہے۔ جس میں اکثر لوگ ناکامیاب ہوجاتے ہیں۔ جس کے نظارے آئے دن گھر میں اور باہر دعوتوں میں بھی نظر آتے ہیں اور بعض بے صبرے اور مغلوب الغضب تو گھروں میں پلیٹیں اُٹھا کر پھینک دیتے ہیں اور پکانے والیوں کی شامت آئی ہوتی ہے۔

اس خلق میں بھی ہمارے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا نمونہ بے مثل ہے۔

☆...... بخاری شریف کتاب الاطعمہ کی ایک

حدیث ہے۔حضرت عمرو بن ابی سلمہؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب تھے، بیان کرتے ہیں کہ بچپن میں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رہتا تھا۔ کھانا کھاتے وقت میرا ہاتھ تھالی میں پُھرتی سے اِدھر اُدھر گھومتا تھا۔ (یعنی بے صبری سے جلد جلد کھاتا اور اپنے آگے کا بھی خیال نہ کرتا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اس عادت کو دیکھ کر فرمایا۔کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھو اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نصیحت میں ہمیشہ یاد رکھتا ہوں اور اس کے مطابق کھانا کھاتا ہوں۔

☆......کھانے پینے میں آنحضرت ﷺ کا اپنا اور اہل بیت کے صبر کا کیا عالم تھا بخاری شریف، کتاب الھبۃ وفضلھا کی مندرجہ ذیل حدیث سے اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجہ عُروہ سے فرمایا کہ اے میرے بھانجے ہم لوگ تو دیکھا کرتے تھے ہلال کے بعد ہلال حتیٰ کہ تین تین ہلال دیکھ لیتے۔یعنی دو دو ماہ گزر جاتے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آگ نہ جلتی تھی ۔حضرت عُروہ کہتے ہیں میں نے کہا اے خالہ ! پھر آپ لوگ کیا کھاتے تھے۔حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ اسودان یعنی کھجور اور پانی پر گزارہ کرلیا کرتے تھے۔ہاں اتنی بات تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد انصار ہمسایہ تھے اور ان کے پاس دودھ والی بکریاں تھیں وہ آپؐ کو اُن کا دودھ ہدیہ کے طور پر دیا کرتے تھے اور آپؐ وہ دودھ ہمیں پلا دیا کرتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوراک و غذا نہایت سادہ تھی۔ بسا اوقات رات کے کھانے کی بجائے دودھ پر ہی گزارا ہوتا تھا۔

(بخاری کتاب الرقاق)

جو ملی گندم کے ان چھنے آٹا کی روٹی استعمال کرتے تھے کیونکہ اُس زمانہ میں چھلنیاں نہیں ہوتی تھیں۔یوں تو حضورؐ کو دستی کا گوشت پسند تھا۔مگر جو بھی میسر آتا کھا کر حمد و شکر بجالاتے۔سبزیوں میں کدُّو پسند تھا۔سرکہ کے ساتھ بھی روٹی کھا لیتے اور فرماتے ”یہ بھی کتنا اچھا سالن ہوتا ہے۔“

(بخاری و ترمذی کتاب الاطعمہ)

قومی کاموں سے فارغ ہوکر آپؐ گھر تشریف لے جاتے اور اہل خانہ سے پوچھتے کہ کچھ کھانے کو ہے۔مل جاتا تو کھا لیتے اور اگر کچھ موجود نہ ہونے کی اطلاع دی جاتی تو فرماتے اچھا آج ہم روزہ ہی رکھ لیتے ہیں۔(ترمذی)

☆......بھوک پر صبر کرنے اور اپنے صحابہؓ کو صبر اور حوصلہ سکھانے کی ایک مشہور اور دلچسپ روایت حضرت ابوھریرہؓ کی ہے۔حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ بھوک اور فاقوں کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سننے کی خاطر درِ رسولؐ پر حاضر رہتے تھے۔ایک دفعہ بھوک کی حالت میں ایک آیت (وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْناً...... الآیۃ) کے معنی حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ سے پوچھے جس میں مسکین کو کھانا کھلانے کا ذکر ہے۔وہ معنے بتا کر چلے گئے۔اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔آقا نے غلام کا چہرہ دیکھ کر ہی پہچان لیا کہ یہ فاقہ سے ہے۔ چنانچہ دریافت فرمایا ابوھریرہ! کیا بھوک لگی ہے؟ اور پھر مجھے ساتھ گھر لے گئے جہاں دودھ کا ایک پیالہ میسر آگیا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اصحاب صفہ کے دیگر مساکین بھی بہت عزیز تھے۔ابوھریرہؓ کو ارشاد فرمایا ان کو بلا لاؤ۔

اب ابوھریرہؓ کو یہ دھڑکا کہ ایک پیالہ دودھ ہے کس کس کو یہ کفایت کرے گا۔اس پر طُرّہ یہ کہ جب مسکین صحابہؓ آگئے تو حضور ﷺ نے دودھ کا پیالہ ابوھریرہؓ کو دیکر فرمایا کہ ان سب کو پلاؤ۔ باری باری جب سب اصحاب الصفہ سیر ہو چکے تو ابوھریرہؓ سے فرمایا اب تم پیو۔ وہ پی چکے تو فرمایا اور پیو۔ اور پیو۔یہاں تک کہ ابوھریرہؓ سیر ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اب تو میری انگلیوں کے پوروں سے بھی دودھ نکلنے کو ہے۔ تب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کا پیالہ ابو ھریرہؓ سے لے کر اپنے لبوں سے لگایا اور بقیہ دودھ پیا اور یوں اپنے صحابہؓ کو انتہائی بھوک پیاس کی حالت میں بھی اپنے عملی نمونہ سے نہ صرف صبر و تحمل کا بلکہ ایثار کا بے مثال سبق دیا۔

☆......حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سے مدینہ تشریف لائے آپؐ کے خاندان نے کبھی مسلسل تین دن گندم کی روٹی نہیں کھائی۔ یہاں تک کہ آپؐ کی وفات ہوگئی۔ ہمارا پورا مہینہ اس حال میں گزر جاتا تھا کہ جس میں ہم آگ نہیں جلاتے تھے۔بس کھجور اور پانی پر گزر بسر ہوتی تھی سوائے اس کے کہ کچھ گوشت (بطور تحفہ) کہیں سے آجائے۔ (بخاری: کتاب الرقاق)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پرزور دریا سے کمالِ تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا ......وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسانِ کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اُس کے آنے سے زندہ ہوگیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیّین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔اے ہمارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو......اللھم صل وسلم وبارک علیہ والہ واصحابہ اجمعین۔ واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین“۔

(اتمام الحجۃ صفحہ ۳۶) (باقی) ☆☆☆

بقیہ: ماہنامہ الحیات کشمیر کے اعتراضات کی حقیقت از صفحہ 12

کیونکہ یہ معلوم ہے کہ چاند سورج سے نور لیتا ہے اور چاند سورج کے لئے بمنزلہ خلیفہ کے ہوتا ہے۔بعض کہتے ہیں کہ آیت قرآنی جعل الشمس ضیاء والقمر نوراً میں بھی اسی بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ضیاء بلحاظ روشنی کے نور سے اعلیٰ مرتبہ پر ہے۔کیونکہ ہر ضیاء پر نور کا اطلاق ہوسکتا ہے لیکن ہر نور کو ضیاء نہیں کہہ سکتے۔آیت قرآنی و یتلوہ شاھد منہ میں یتلو کے معنی یہ ہیں کہ وہ شاہد اپنے مشہود کی اقتداء اور پیروی کرے گا اور اس کے قول کے مطابق عمل پیرا ہوگا“ (المفردات صفحہ ۸۴ زیر لفظ تلیٰ)

پس اس آیت کریمہ میں موعود شاہد مامور من اللہ ہے مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقتدی اور پیروکار ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سراج منیر یعنی آفتاب حقیقت کا ہے اور یہ موعود شاہد ان سے اقتباس نور کی وجہ سے چاند بھی ماہتاب ہے۔**دوم:** آنے والے موعود نے شاہد حضرت عیسیٰؑ کے رنگ میں ظاہر ہونا ہے۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پانچوں وقت پڑھی جانے والی دُعا میں سکھلایا ہے۔

اھدنا الصراط المستقیم ۔ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین (سورہ فاتحہ) کہ اے خدا ہمیں صراط مستقیم دکھا اور انعام پانے والوں کی راہ پر چلا اور مغضوب علیھم (یہودی) اور ضالین (عیسائی) بننے سے بچا۔اِس دُعا سے واضح ہے کہ کوئی ایسا موعود بھی آنے والا ہے جو منعم علیہ گروہ کا ایسا فرد ہوگا جس کے انکار پر مسلمان کہلانے والے مغضوب علیھم کے زمرہ میں شمار ہونے لگیں گے۔قرآن مجید سے ثابت ہے کہ یہود کے قطعی طور پر مغضوب علیھم قرار پانے کی نوبت اُس وقت آئی تھی جب انہوں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا انکار کردیا تھا۔ادنیٰ تدبر سے ثابت ہے کہ سورۃ فاتحہ آنے والے موعود کو مثیل مسیح قرار دے رہی ہے۔

سوم: آنے والا موعود حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور بروز ہوگا اللہ تعالیٰ سورۃ جمعہ میں فرماتا ہے هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ واخرین منھم لما یلحقوابھم وھو العزیز الحکیم۔

یعنی اللہ نے ہی امی لوگوں میں سے ان کیلئے اس عظیم الشان رسول کو مبعوث فرمایا ہے جو ان کو اللہ کی آیات سناتا ہے۔ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور یہ لوگ اس سے پیشتر کھلے طور پر گمراہ تھے، پھر خدا اسی رسول کو دوسرے لوگوں میں مبعوث کرے گا جو ابھی تک پہلے اُمتی لوگوں سے نہیں ملے۔اللہ تعالیٰ بڑی عزت والا اور حکمت والا ہے۔

اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر ہے (۱) اُمیوں میں (۲) آخرین میں۔ لفظ اخرین منھم لما یلحقوابھم عربی زبان کے لحاظ سے اگر مجرور ہو تو اس کے معنے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ اس دوسری جماعت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کرے گا۔اور اگر اٰخرین منھم کو منصوب قرار دیا جائے تو اُس کے معنے ہوں گے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمیوں کو کتاب و حکمت سکھاتے ہیں اسی طرح آپؐ آخرین کو بھی کتاب وحکمت سکھائیں گے بہرحال اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق بلحاظ بعثت اور بلحاظ تعلیم و تزکیہ دو جماعتوں سے ہے۔

اسی طرح سورۃ الواقعہ ۵۶/۱۴۔ ثلۃ من الاولین آیت ۱۴۔ وثلۃ من الاخرین (۴۱) بتلا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کا اولین حصہ اور آخری حصہ خاص طور پر بہت بابرکت ہے۔اور ظاہر ہے کہ اس برکت کا موجب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپؐ کے فیوض و برکات کا انتشار ہی ہے اور اولین اور آخرین میں یہ بعثت اس طرح ہوسکتی ہے کہ اولین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ظاہر ہوئے، اور آخرین میں آپؐ سے فیض پا کر آپؐ کا ظل اور بروز ظاہر ہو۔صلی اللہ علیہ وسلم غرض کہ مسلم جماعت احمدیہ اعلیٰ وجہ البصیرت آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین یقین کرتی ہے اور ازروئے قرآنی ارشاد اس مقام کو سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور کے بارہ میں یہ مقام تصور نہیں کرتی اور قرآنی ارشاد کی روشنی میں اس پر بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے الفاظ میں یقین کامل رکھتی ہے کہ آپؐ خاتم الانبیاء بنے مگر ان معنوں میں نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہیں بجز آپؐ کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور آپؐ کی اُمت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور بجز آپؐ کے کوئی نبی صاحبِ خاتم نہیں ایک ہی ہیں جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اُمتی ہونا لازمی ہے۔(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۔۲۸)

پھر آپ فرماتے ہیں:

”میں اس کے رسولؐ پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں (یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) پر اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے اور اس کا ظل ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہے اور اسی کا مظہر ہے اور اسی سے فیضیاب۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴)

انشاء اللہ ہم آئندہ ”بانی سلسلہ احمدیہ اور انگریز“ کے تعلق

طالبان حق کیلئے

ماہنامہ الحیات کشمیر کے اعتراضات کی حقیقت اوران کا جواب

(قسط:اوّل)

مبارک احمد بٹ ایڈوکیٹ قادیان

قارئین اخبار بدر'' طالبان حق کیلئے'' عنوان سے اپنا ایک کالم شروع کررہا ہے جس میں اسلام و احمدیت کے متعلق کئے جانے والے اعتراضات اوراس کی حقیقت بیان کی جائے گی۔ اگر آپ کے ذہن میں کوئی سوال ہوتو ہمیں لکھیں تاکہ اُس کا جواب قارئین بدر کے لئے دیا جاسکے ۔ نیز اسلام و احمدیت کے متعلق اگر آپ کوئی معلومات فراہم کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی اس کالم کے تحت بھجواسکتے ہیں۔(مدیر)

کشمیر سے شائع ہونے والے ماہنامہ'' الحیات '' نے اپنے جریدہ کے ستمبر/اکتوبر ۲۰۱۰ء کے ایڈیشن کو'' ختم نبوتؐ نمبر'' کے طور پر شائع کیا اور معاندین احمدیت کی طرف سے تیار کردہ خلاف تہذیب لٹریچر متعصّبانہ رنگ میں احمدیت کے خلاف غلط فہمیاں پھیلانے کی نیت سے اپنے موقف پر بغیر کسی قسم کے شواہد لاتے ہوئے صرف اور صرف بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی عبارات کو پھیر بدل کر اعتراضات کئے ہیں اور احمدیت کے متعلق اپنے خود ساختہ عقیدے کے متعلق مدعی ہیں کہ'' اس عقیدہ کے اثبات کے لئے قرآن وحدیث سے سینکڑوں دلائل و براہین موجود ہیں۔''(صفحہ ۵ مذکورہ رسالہ) جب ہم نے اس جریدہ کو بڑے شوق سے پڑھا اور دیکھا کہ کہیں تو مخالفت کیلئے جن عقائد کو بنیاد بنایا گیا ہے اس کا ذکر ضرور بحوالہ قرآن کریم کیا ہوگا۔ اور قرآن وحدیث سے سینکڑوں نہیں تو کم از کم ایک دو دلائل تو ضرور لائے گئے ہوں گے ...... لیکن افسوس صد افسوس ولاتنابزوا بالا لقاب کے قرآنی ارشاد کے خلاف تمسخرانہ تحریر سے شکوک پیدا کرنے کے علاوہ کچھ نظر نہ آیا۔ اسی لئے ہم نے ازخود بزرگان دین علماء حق جوکہ سلف صالحین میں سے ہیں اور دعویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے گزرے ہیں اُن سے رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ سب سے پہلے ہم اس نمبر کے صفحہ ۵ تا ۹ پر مدیر اعزازی کی طرف سے زیر عنوان محوسات پر تفصیلی نظر ڈالتے ہیں۔ مدیر اعزازی نے لکھا ہے کہ:۔

'' ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس عقیدہ پر پوری اُمت کا اتفاق ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر نبوت کا سلسلہ ہمیشہ کیلئے ختم ہو چکا ہے اور اب قیامت تک آپؐ کے بعد کسی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ اس فقرہ کو ہم علماء حق سلف صالحین کی تحریرات کے آئینہ میں دیکھتے ہیں۔ چنانچہ بانیٔ دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مولوی محمدؒ قاسم صاحب نانوتوی امتِ مسلمہ کی عقیدہ ختم نبوت پر رہنمائی کرتے ہوئے (حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے بہت پہلے) فرماتے ہیں:۔

'' عوام کے خیال میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپؐ سب سے آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم وتاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں ۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول الله و خاتم النبیّین کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔(تحذیر الناس صفحہ ۲)

اس بیان سے ظاہر ہے کہ خاتم النبیّین کے معنی محض آخری نبی صرف عوام الناس کی نظر میں ہیں نہ کہ اہلِ فہم کی کیونکہ اہل فہم کے نزدیک یہ معنی ہیں کہ

'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپؐ کے اور نبی موصوف بوصفِ نبوت بالفرض۔ اوروں کی نبوت آپؐ کا فیض ہے مگر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں اس طرح آپؐ پر سلسلہ نبوت ختم ہو جاتا ہے غرض جیسے آپؐ نبی اللہ ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی''۔

(تحذیر الناس صفحہ ۳۔۴)

پھر آیت خاتم النبیّین کے سیاق کو مطابق لغت عربی ملحوظ رکھ کر خاتم النبیّین کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

'' جیسے خاتم بفتح تا کا اثر مختوم علیہ میں ہوتا ہے ایسے موصوف بالذات کا اثر موصوف بالعرض میں ہوگا (یعنی تمام انبیاء میں ۔ناقل) حاصل مطلب آیت کریم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّین) یہ ہوگا کہ ابوت معروضہ (جسمانی نرینہ اولاد کا باپ ہونا۔ ناقل) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں ۔ پر ابوتِ معنوی (روحانی باپ ہونا ۔ ناقل) اُمتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی۔ انبیاء کی نسبت تو لفظ خاتم النبیّین شاہد ہے۔ کیونکہ اوصافِ معروض (مثلاً اِس جگہ دیگر انبیاء کی نبوتیں مراد ہیں۔ ناقل) موصوف بالذات (اس جگہ خاتم النبیّین مراد ہیں ۔ ناقل) کی فرع ہوتے ہیں اور موصوف بالذات اوصاف عرضیہ کا اصل ہوتا ہے اور وہ اس کی نسل ...... اور امتیوں کی نسبت لفظ رسول اللہ میں غور کیجئے''

(تحذیر الناس صفحہ ۱۵۔۱۶)

خاتم النبیّین کے ان سیاق والے معنے یعنی نبیوں کے لئے مؤثر وجود اور ابوالانبیاء کے پیش نظر لکھتے ہیں کہ'' اگر خاتمیت بمعنی اوصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمداں نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افرادِ خارجی (انبیاء سابقین ۔ناقل) ہی پر آپؐ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدرہ (جن انبیاء کا آئندہ آنا تجویز ہو۔ ناقل) پر بھی آپؐ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہوتو پھر بھی خاتمیت محمدیؐ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

(تحذیر الناس صفحہ ۴۳)

حقیقت یہ ہے کہ سیاق آیت ما کان محمد ابا احدمن رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّین جس پر تمام اُمت مسلمہ کا عقیدہ خاتم النبیّین منحصر ہے سے یہ امر ثابت ہے کہ اِن الفاظ کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوالانبیاء ثابت کرنا مقصود ہے۔ ولکن رسول اللہ کے جملہ سے آپؐ کو اُمت کا باپ قرار دیا گیا ہے۔ پھر اس جملہ پر خاتم النبیّین کا عطف کرکے پہلی حالت سے ترقی یافتہ شان بیان کرنے کیلئے آپؐ کو ابوالانبیاء قرار دیا گیا ہے۔ سب سے پہلے جملہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نرینہ بالغ اولاد کی نفی کی گئی ہے اور پھر ابتر کے اعتراض کو دور کرنے کیلئے ولکن رسول اللہ و خاتم النبیّین سے بطور استدراک آپؐ کو معنوی اور روحانی لحاظ سے اُمت کا بھی باپ قرار دیا گیا ہے اور نبیوں کا بھی باپ قرار دیا گیا ہے۔ پھر اس جملہ پر خاتم النبیّین کا عطف کرکے پہلی حالت سے ترقی یافتہ شان بیان کرنے کیلئے آپؐ کو ابوالانبیاء قرار دیا گیا ہے۔۔ اگر لکن سے پہلے جملہ منفی ہو جیسے اس آیت میں ما کان محمد ابا احد من رجالکم کا جملہ ہے تو لکن کے بعد کا جملہ ہمیشہ مثبت مفہوم رکھتا ہے۔ لہٰذا خاتم النبیّین کے معنی علی الاطلاق آخری نبی قرار دینا منفی مفہوم پر مشتمل ہے جو سلف صالحین کے ذریعہ قرآن کریم کی روشنی میں اور تعلیم میں منظور نہیں کئے ہیں۔ جیسا کہ ابھی ہم نے بانیٔ دارالعلوم دیوبند کی کتاب تحذیر الناس سے دیکھا اور اب اسی طرح امام علی القارّی علیہ الرحمۃ جو فقہ حنفیہ کے جلیل القدر امام ہیں خاتم النبیّین کے معنی آخری نبی کی وضاحت میں لکھتے ہیں۔

المعنی انہ لا یاتی بعدہ نبی ینسخ ملتہ ولم یکن من اُمتہٖ (موضوعات کبیر صفحہ ۱۵۹) کہ خاتم النبیّین کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپؐ کی ملت (شریعت) کو منسوخ کرے اور آپؐ کی اُمت میں سے نہ ہو۔

اس سے ظاہر ہے کہ آیت خاتم النبیّین غیر تشریعی نبی کی آمد میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہو مانع نہیں۔ پس آیت خاتم النبیّین کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لازماً آخری تشریعی نبی قرار پائے نہ کہ مطلق آخری نبی۔

اگر اُمتی کے لئے غیر تشریعی نبوت کا دروازہ بھی آیت خاتم النبیّین کے رُو سے بند ہو جاتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کبھی نہ فرماتے۔

ابوبکر افضلُ ھذہ الامۃ الا ان یکون نبی (کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق)

یعنی ابوبکرؓ اِس اُمت میں افضل ہیں بجز اس کے کہ آئندہ کوئی نبی پیدا ہو۔

اگر آیت خاتم النبیّین اُمت میں نبی پیدا ہونے میں مانع ہوتی تو آنحضرت ﷺ الا ان یکون نبی کے الفاظ سے استثناء نہ فرماتے۔

پھر آیت خاتم النبیّین کے نزول سے چند سال بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر صاحبزادہ ابراہیم وفات پاگئے تو آپؐ نے فرمایا لو عاش لکان صدیقا نبیاً (رواہ ابن ماجہ)

یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور صدیق نبی ہوتا، حضرت امام علی القاری علیہ الرحمۃ اِس کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

لو عاش ابراھیم وصار نبیاً وکذا لوصار عمر نبیاً لکان من اتباعہ علیہ السلام فلا یناقضُ قولہ تعالیٰ خاتم النبیّن۔

(موضوعات کبیر صفحہ ۵۸)

یعنی اگر صاحبزادہ ابراہیمؑ زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے اور اسی طرح اگر حضرت عمرؓ نبی ہو جاتے تو دونوں آپؐ کے متبعین میں سے ہوتے (یعنی بعد از نبوت بھی متبع ہوتے۔ ناقل) پس ان دونوں کا نبی ہو جانا آیت خاتم النبیّین کے خلاف نہ ہوتا۔

(روایت بالا کی توثیق کے متعلق امام موصوف نے لکھا ہے کہ یہ تین طریق سے ثابت ہے جو ایک دوسرے کو قوت دیتے ہیں)

غرض صاحبزادہ ابراہیمؑ زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے اور اِسی طرح اگر حضرت عمرؓ نبی ہو جاتے تو آیت خاتم النبیّین کے خلاف اس لئے نہ ہوتا کہ خاتم النبیّین کی آیت غیر اُمتی نبی کے آنے میں مانع ہے۔ جیسا کہ اوپر اُن کا قول موضوعات کبیر صفحہ ۵۹ سے درج ہوا ہے۔ مندرجہ بالا قول فلا یناقض قولہ تعالیٰ خاتم النبیّن کے بعد کا ہے۔ جس کے ذریعہ بتایا ہے کہ اِن کا نبی ہو جانا خاتم النبیّین کے مذکورہ معنوں کے خلاف نہ ہوتا۔ کیونکہ وہ دونوں تابع نبی ہوتے پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

قولوا انہ خاتم النبیّن ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔ (درمنثور زیر آیت خاتم النبیّین)

کہ تم لوگ یہ تو کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّن ہیں یہ نہ کہو کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ ابھی تک ہم نے بزرگان سلف کے کچھ اقوال بیان کرتے ہوئے آپ کے اس عقیدہ پر کہ'' اب قیامت تک آپؐ کے بعد کسی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں آئے گا'' پر یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ آیت خاتم النبیّین کی رُو سے یہ منفی عقیدہ قرآن کریم سے ثابت نہیں ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے آپ کو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے بزرگان کے قول کو قرآن کریم و احادیث کی روشنی میں پیش کرنا ہوگا۔ کیونکہ ہم آپ کو

دکھاتے ہیں کہ آپ کے مایہ ناز مولوی انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی مرحوم کی کتاب آیت خاتم النبیّن کی تفسیر (بزبان فارسی) ترجمہ مع تشریح مولوی محمد یوسف لدھیانوی) سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی انور شاہ کشمیری نے گو اپنے مضمون میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو نشانہ بنانے کی کوشش کی ہے اور ہر صفحہ پر گالیاں اور دشنام طرازیاں کی ہیں تاہم اُن کا اصل نشانہ حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی علیہ الرحمۃ بانی دارالعلوم دیوبند ہیں کیونکہ تحذیر الناس کے صفحہ ۴۰۳ کی جو عبارت ہم پیچھے پیش کر آئے ہیں مولانا انور شاہ صاحب کشمیری اُس کے برخلاف لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"خاتمیت سے یہ مراد لینا کہ چونکہ آپؐ کی نبوت بالذات ہے اور دوسروں کو نبوت مل سکتی ہے۔ خاتمیت کا یہ مفہوم غلط ہے کیونکہ مابالذات اور مابالعرض کا ارادہ فلسفہ کی اصطلاح ہے نہ تو یہ قرآن کریم کا عرف ہے نہ زبان عرب ہی اس سے آشنا ہے اور نہ قرآن کریم کی عبارت میں اس کی جانب کسی قسم کا اشارہ یا دلالت موجود ہے پس اس آیت میں استفادہ نبوت کا اضافی مفہوم داخل کرنا محض خودغرضی اور مطلب برآری کے لئے قرآن پر زیادتی ہے"۔

(خاتم النبیّن صفحہ ۲۰۴)

کیا خوب! نبوت بالذات اور نبوت بالعرض کی اصطلاحات حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی یا کسی احمدی کی قائم کردہ نہیں یہ ہر دو اصطلاحیں گو فلسفیانہ ہیں مگر یہ خاتم النبیّن کا مفہوم علماء کو سمجھانے کیلئے مولوی محمد قاسم صاحب بانیٔ دارالعلوم دیوبند نے اُس وقت اختیار کی ہیں جب فلسفہ کی یہ اصطلاحیں مسلمانوں میں رائج ہوچکی ہوئی تھیں اور علمائے اسلام ان اصطلاحوں کی حقیقت سے خوب آگاہ تھے۔

یہی وجہ ہے کہ مولانا قاری طیب صاحب دیوبندی نے اس مضمون (خاتم النبیّن) کو آفتاب کی تمثیل دے کر آنحضرت ﷺ کی شانِ نبوت میں نبوت بخشنے کا وصف تسلیم کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(آفتاب نبوت کامل" مصنفہ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب ناشر ادارہ اسلامیات لاہور۔ 1980 باراوّل صفحہ 82)

اب ہم مدیر اعزازی سے پوچھتے ہیں کہ آپ لوگ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے دعویٰ نبوت پر تو بہت چیختے اور چلاتے ہیں لیکن مولانا قاسم صاحب بانیٔ دیوبند سے یہ نہ پوچھ لیا کہ آپ کیا غضب کررہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث لانبی بعدی "انا العاقب" ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت کے خلاف یہ کہہ رہے ہیں کہ آپؐ کے بعد کسی نبی کے آنے سے ختم نبوت میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ اِسی طرح اگر آیت خاتم النبیّن کے وہی معنی ہیں جو آج مخالفین احمدیت پیش کرتے ہیں تو پیش کردہ حدیث عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لانبی بعدہ کو آیت خاتم النبیّن کے معنی کھولنے کیلئے اُمت مسلمہ کے مفسر درمنثور فی التفسیر بالماثور للامام السیوطی پانچویں جز صفحہ ۲۰۴ مطبوعہ مصر میں آیت خاتم النبیّن کی تفسیر میں ہرگز ہرگز نہ لاتے۔ آپ سب مخالفین احمدیت کے نزدیک کیا وہ محاورہ عرب قرآن اور احادیث سے ناواقف تھے۔ کیا آپ اس بات کا کوئی جواب رکھتے ہیں کہ

اگر ہم اُن معانی کو جو آپ لوگ مخالفت احمدیت کے پس منظر میں سلف صالحین کے معانی سے ہٹ کر پیش کرتے ہیں کو تسلیم کرلیں تو تب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر خاتم النبیّن کے معنی مطلق آخر النبیّن کے لئے جاویں تو پھر تمام اہل سنت کے مسلمہ عقیدہ کو کیا کروگے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں دوبارہ نزول فرماویں گے، تو اس صورت میں کون آخر النبیّن ہوگا؟ حضرت عیسیٰؑ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم؟

(ملاحظہ ہو قول امام سیوطی تحذیر الناس ۴۸-۴۹)

"وھذا یاتی عیسیٰ فی اخر الزمان" صفحہ ۴۹۔ جبکہ اس حدیث کو پیش کرنے سے پہلے علماء لکھنؤ محمد عبدالحی ابوالحسنات سر محمد مہدی ابوالجیش کی طرف سے تحذیر الناس کے صفحہ ۴۵ پر لکھا کہ

"علماء اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہوسکتا اور نبوت آپ کی عام ہے اور جو نبی آپ کے ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا۔"

مختصراً یہ کہ خاتم النبیّن کی تفسیر میں آپ کے پورے اس خاص نمبر میں کوئی دلیل آپ کے منفی معنی کے ثبوت میں نہ تو لکھی گئی نہ ہی آپ کو پیش کرنے کی ہمت ہوئی جبکہ ہم بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے زمانہ دعویٰ سے پہلے کے کچھ علماء صالحین کی تحریرات کو پیش کرتے ہوئے حقیقت خاتم النبیّن پر فیضان محمدی کے جاری ہونے کے موقف کو پیش کرتے ہیں جو بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے دُنیا کے سامنے بطور حکم عدل مبعوث ہوکر فرمایا۔

بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خوب یاد رکھنا چاہئے کہ نبوت تشریعی کا دروازہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل مسدود ہے اور قرآن مجید کے بعد اور کوئی کتاب نہیں جو نئے احکام سکھائے یا قرآن شریف کا حکم منسوخ کرے یا اس کی پیروی معطل کرے بلکہ اس کا عمل قیامت تک ہے۔" (الوصیت حاشیہ صفحہ ۱۴)

پھر اس کے بعد تجلیات الٰہیہ کے صفحہ ۹ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

نبی کے لفظ سے اِس زمانہ کے لئے صرف خدا تعالیٰ کی یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے اور تجدید دین کے لئے مامور ہو۔ یہ نہیں کہ وہ کوئی دوسری شریعت لائے کیونکہ شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں جب تک کہ اُس کو اُمتی بھی نہ کہا جائے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے پایا نہ براہ راست۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۹)

اسی طرح اپنی کتاب چشمہ معرفت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجنابؐ کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے۔"

(چشمہ معرفت)

اب ہم مدیر اعزازی کو ان کے دوسرے فقرہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ

"یہی وجہ ہے کہ علماء حق کے نزدیک مسئلہ ختم نبوت پر دلائل قائم کرنا اور اُنہیں براہین کی بنیاد پر بیان کرنا ایک بدیہی مسئلہ کو نظری بنانے کے مترادف ہے"۔

آپ کا یہ دعویٰ بلادلیل کے ہے کیونکہ آپ نے نہیں بتایا کہ اس بدیہی مسئلہ کو کس طرح نظری بنایا جارہا ہے؟ موجودہ دور میں جماعت احمدیہ کی مخالفت میں اُٹھی تحریک "مجلس تحفظ ختم نبوت" نے جن علماء کو "خاتم النبیّن" کے معانی کی تشریح میں اپنے لئے بطور دلیل پیش کیا ہے ان میں نمایاں نام علامہ مولوی محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی، مولوی مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی اور مولوی خالد محمود صاحب ایم۔اے اور مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے ہیں۔ جنہوں نے فیضان محمدی کے منکر ہوکر خاتمیت کے فیضان محمدیؐ کے بند ہونے کے مترادف معنی کرتے ہوئے تشریح کی ہے جبکہ قرآن مجید کو کلام الٰہی جاننے والے سب مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیّن ہونے پر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب جہانوں سب زمانوں اور ساری قوموں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور آپؐ کو وہ مقام بخشا جو انسانیت کا انتہائی نقطہ اور نبوت کا آخری کمال ہے انبیاء انسانوں میں بہترین وجود ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نبیوں میں سے سب سے بہتر، افضل اور اکمل فرد ہیں۔ آپؐ کے اس مقام کو قرآن مجید میں لفظ خاتم النبیّن سے بیان کیا گیا ہے اس مقدس کلمہ اور اعلیٰ ترین لقب کی تفسیر و تشریح میں اختلاف ہوسکتا ہے مگر اس بارے میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے کہ سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّن ہیں یہ امر قرآن مجید کی صریح نص میں مذکور ہے۔ اس ضمن میں دو نظریات ہیں:

(۱) خاتمیت محمدیہ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت نے دیگر انبیاء کے فیوض کو بند کرکے فیضانِ محمدیؐ کا وسیع دروازہ کھول دیا ہے۔ آپؐ کی اُمت کے لئے آپؐ کی پیروی کے طفیل وہ تمام انعامات ممکن الحصول ہیں جو پہلے منعم علیہ لوگوں کو ملتے رہے ہیں۔

(۲) دوسرا نظریہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت یہ فیضانِ محمدیؐ کے بند ہونے کے مترادف ہے۔ آپؐ کی اُمت ان تمام اعلیٰ انعامات سے محروم ہوگئی ہے۔ جو بنی اسرائیل یا پہلی اُمتوں کو ملتے رہے ہیں۔

اس دوسرے نظریئے کے قائلین کے پھر دو گروہ ہیں اوّل جو کہتے ہیں کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس روحانی اصلاح کی ضرورت پیش آنے والی ہے اس کے لئے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام آخری زمانہ میں آسمانوں سے نزول فرمائیں گے۔

دوم جن کا عقیدہ ہے کہ مسیح و مہدی کی آمد کا خیال غیر اسلامی ہے اور یہ مجوسیت سے اسلام میں آیا ہے۔ نہ مسیح آسمانوں پر زندہ ہیں اور نہ وہ آئیں گے۔ یہ محض خیال خام ہے۔

یہ دوسرا گروہ علامہ اقبال اور ان کے ہمنوا تعلیم یافتہ لوگوں کا ہے" منکرین فیضان محمدیؐ" میں آج سب سے پیش پیش تحریک تحفظ ختم نبوت والے ہیں جن میں علامہ انور شاہ کشمیری ثم دیوبندی مرحوم و ان کے ساتھی جن میں نمایاں مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی و مولوی خالد محمود صاحب ایم اے نیز جناب مودودی صاحب مرحوم واُن کے ساتھی ہیں جبکہ جماعت احمدیہ اور بہت سے علماء محققین کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ہمیشہ جاری وساری ہے اور آپؐ کی اُمت کے لئے جملہ انعامات الٰہی کا حاصل کرنا ممکن ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کا بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی مخالفت میں یہ کہنا کہ

"علماء حق" کے نزدیک مسئلہ ختم نبوت پر دلائل قائم کرنا اور اُنہیں براہین کی بنیاد پر بیان کرنا ایک بدیہی مسئلہ کو نظری بنانے کے مترادف ہے۔" کھلے الفاظ میں جماعت احمدیہ اور سلف صالحین کے پیش کردہ دلائل کے سامنے عاجز آنے کے مترادف ہے کیونکہ جماعت احمدیہ نے اس بارے میں ایک فیصلہ کن طریق پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ" تمام مفسرین جو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی آمد ثانی کے قائل ہیں اور اُنہیں تابع شریعت محمدیہؐ نبی مانتے ہیں۔ اُن کے اقوال حیات مسیحؑ کی تائید میں تو پیش کئے جاسکتے ہیں مگر اُنہیں ختم نبوت کے معنوں کی تعیین میں پیش کرنا خود تاویل کا دروازہ کھولنا ہے۔ ایسے سب لوگ خاتم النبیّن کی تاویل و تخصیص کے قائل ہیں وہ مسیح موعود کو تابع شریعت محمدیہؐ قرار دے کر اس آنے کو خاتمیت محمدیہ کے خلاف نہیں سمجھتے۔ پس ایسے تمام بزرگ خاتمیت محمدیہؐ کے معنوں کے سلسلہ میں اصولی طور پر ہم سے متفق ہیں۔

ان کا ہم سے صرف شخص موعود کی تعیین میں اختلاف ہے مگر اس کے منصب اور مقام میں کوئی اختلاف نہیں۔"

(خاتم النبیّن نمبر بحوالہ فرقان ربوہ اپریل مئی ۱۹۶۲ صفحہ ۸ خاتم النبیّن نمبر)

نیز جماعت احمدیہ نے مولوی مودودی صاحب کے رسالہ "ختم نبوت" پر علمی تبصرہ کرتے ہوئے مخالفین

احمدیت سے بالخصوص سید ابوالاعلیٰ مودودی سے اکیس سوالات کئے تھے اُس میں سوال نمبر ۳ میں تیرہ مسلمہ بزرگوں کے اقوال پیش کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ” یہ تیرہ بزرگ علم دین۔ تفقہ اور للّٰہیت کے لحاظ سے ایسے ممتاز اور قابل فخر وجود ہیں کہ مودودی صاحب جیسے علماء دین اُن کی جوتیاں اُٹھانے کو باعثِ فخر سمجھیں گے ان درخشاں ستاروں کا زمانہ صحابہ کرامؓ سے لیکر ہمارے موجودہ زمانہ تک ممتد ہے اور یہ حجاز سے لیکر شام ترکی، عراق سپین اور ہندوستان کے مشاہیر بزرگوں میں سے ہیں۔ ان تیرہ بزرگوں نے آیت خاتم النبیّن اور حدیث لانبی بعدی وغیرہ کی جو انقطاع نبوت پر دلالت کرتی ہیں یہی تشریح فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شارع اور مستقل نبی نہیں آسکتا۔ ان کے نزدیک اُمتی نبی کا آنا منافی ختم نبوت نہیں۔ اس لئے یہ سب مسیح موعود کو اُمتی نبی تسلیم کرتے ہیں کو پیش کرتے ہو یہ سوال کیا تھا کہ اگر مودودی صاحب کے نزدیک جماعت احمدیہ آیت خاتم النبیّن اور حدیث لا نبی بعدی وغیرہ کے یہی معنی لینے کی وجہ سے منکر ختم نبوت ہے تو کیا (بشمول ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنھا سوال نمبر ۳ میں ناقل) ان تیرہ بزرگان دین پر بھی وہ کفر کا فتویٰ لگانے پر آمادہ ہیں۔؟ یہی سوال آج ہم مدیر الحیات پر علمی تبصرہ اور اعزازی مدیر اور تمام مخالفین سلسلہ احمدیہ کے سامنے دوبارہ پیش کرتے ہیں۔

مدیر اعزازی کا یہ لکھنا کہ آفتاب آفتاب ہے چاند چاند ہے۔ آسمان آسمان ہے اور زمین زمین ہے اور ان پر دلائل قائم کرنے کی کسی بھی زمانے میں ضرورت نہیں ہے۔ پڑھنے پر ہماری توجہ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت کی طرف یکدم مبذول ہوگئی جہاں بقاء نبوت فی خیر اُمت کے لئے کافی سے زیادہ دلیل وارد ہوئی ہے۔ فرمایا: یاایھا النبی انا ارسلنک شاھداً ومبشراً ونذیراً وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا۔ وبشر المؤمنین بان لھم من اللہ فضلاً کبیراً۔

(سورۃ احزاب آیت نمبر 48-47-46)

یعنی: اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تجھ کو شاہد اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور خدا کے حکم سے لوگوں کو خدا کی طرف بلانے والا بنا کر بھیجا ہے اور تو سراج (آفتاب) ہے روشن اور روشنی دینے والا اور مومنوں کو بھی اسبات کی خوشخبری سنادے کہ ان کے لئے بھی خدا کی طرف سے بڑے بڑے فضل ہیں۔ اس آیت کریمہ میں دو باتوں پر خاص غور کرنے کی ضرورت ہے۔

اوّل تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج منیر فرمایا ہے۔

دوئم: مومن باللہ والرسول کیلئے ایسے فضل کی بشارت ہے جو کبیر ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ الا رحمۃ من ربک ان فضلہ کان علیک کبیرا۔

(بنی اسرائیل: ۱۷۔۸۸)

پھر قرآن مجید میں سورۃ فرقان کی آیت ۶۲ پڑھو جس میں آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آفتاب سراج خدا نے کس کو فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تبرک الذی جعل فی السمآء بروجاً وجعل فیھا سراجاً وقمراً منیرا۔ (۲۵/۶۲) یعنی بڑا ہی برکت دینے والا وہ اللہ ہے جس نے آسمان میں بُروج بنائے اور اُس (آسمان) میں سورج (آفتاب) اور ایک چمکتا ہوا چاند روشنی دینے والا بنائے۔

یاد رہے کہ اس آیت کریمہ میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مراتب و مدارج بیان فرمائے ہیں۔ اوّل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو النبی فرمایا۔ پھر ارسلنک سے رسالت کا بھی اظہار کر دیا۔ پھر آپؐ کو شہید بتایا۔ پھر آپؐ کو بشارت دینے والا کہا۔ پھر ڈرانے والا۔ پھر خدا کے حکم سے لوگوں کو خدا کی طرف بلانے والا کہا۔ ان تمام مدارج اور عہدہ ہائے جلیلہ کا ذکر کرنے کے بعد آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج منیر یعنی آفتاب روشنی اور روشنی دینے والا قرار دیا۔ قرآنی ترتیب بتا رہی ہے کہ آیت محولہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام وہ عہدے جو دیگر انبیاء کو بھی حاصل تھے مثلاً۔ نبوت، رسالت، شہادت، بشارت۔ دعوۃ الیٰ اللہ بیان کئے گئے ہیں۔ ان خصوصیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیگر انبیاء بھی شامل ہیں۔ یہ سب کچھ ذکر کرنے کے بعد ایک خصوصیت جو بجز ذات مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے نبی کو حاصل نہیں۔ آپ کیلئے بیان فرمائی کہ بایں ہمہ نبوت و رسالت وشہادت وبشارت ودعوت الیٰ اللہ کے اے محمد تو سب سے بڑھ کر سراج منیر بھی ہے۔ اور یہ لفظ سراج منیر کسی بشر نبی یا غیر نبی کے واسطے قرآن شریف میں نہیں آیا۔ بجز ذات بابرکات سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوۃ کے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپؐ کو سراج منیر کیوں کہا۔ اور اس سے مقصود ومُراد کیا ہے؟ سو واضح ہو کہ آیت خاتم النبیّن اور آیت سراجاً منیرا ہر دو سورۃ احزاب کی ترتیب آیت نمبر ۴۱ و آیت نمبر ۴۶ تا ۴۸ ساتھ ساتھ ہیں اور آپ اور وہ سب مسلمان جو آیت خاتم النبیّن کے معنی فیضان محمدی کے بند کرنے کے کرتے ہیں کا ردّ کرنا بھی مقصود تھا کیونکہ آپ مخالف سلسلہ احمدیہ اپنے عقیدہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بے فیض منور جانتے ہو۔ مگر بافیض منیر (آفتاب) نہیں کہتے ہو۔ فتدبروا یا اولی الابصار کاش آپ آیت خاتم النبیّن کو جو آیت ”سراج منیرا“ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی وصف اور منفرد مقام ہے کو ملحوظ رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ کے نظریہ سے انکار نہ کرتے۔ کیونکہ قرآن مجید پر تدبر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُمت مسلمہ میں آنے والے موعود کا وعدہ فرمایا ہے۔ جس کی مختصر تشریح یوں ہے کہ:

الف: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

انا ارسلنا الیکم لا شاھد علیکم...... کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً۔ (المزمل 16:73) کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری طرف اسی طرح رسول اور نگران بنا کر بھیجا ہے۔ جس طرح ہم نے فرعون کی طرف رسول (موسیٰؑ) بھیجا تھا، پھر فرمایا:

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنّ بنی اِسْرائِیْلَ عَلیٰ مِثْلِهٖ فَاٰمَنْ واستکبرتُمْ (الاحقاف :۱۱) کہ بنی اسرائیل میں سے عظیم الشان شاہد (موسیٰ) نے اپنے مثیل کی شہادت دی اور وہ ایمان لایا لیکن تم تکبر کر رہے ہو۔

پس قرآن مجید کی رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰؑ ہیں۔

(ب) اُمت محمدیہ کے خلفاء موسوی خلفاء کی مانند ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ (النور ۵۳)

” اللہ تعالیٰ اُمت محمدیہ کے نیکو کار مومنوں سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ اُنہیں زمین میں اس طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح اُس نے اُن لوگوں کو خلیفہ بنایا جو اُن سے پہلے تھے۔

اس آیت میں لفظ کما لا کر واضح فرما دیا کہ مسلمانوں میں خلافت اسی طرح جاری ہوگی جس طرح پہلی اُمتوں میں بالخصوص موسوی اُمت میں تھی۔ اس جگہ جماعتی خلافت کا بھی ذکر ہے اور انفرادی خلفاء کا بھی وعدہ ہے۔ یہ خلفاء اسی نہج پر ہونے والے ہیں جس نہج پر بنی اسرائیل میں خلیفے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰؑ ہیں۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں موسوی خلفاء کی مانند خلفاء کے ہونے کا وعدہ اس آیت سے ثابت ہے اور اس کا کون انکار کرسکتا ہے کہ مثیل موسیٰ کو مثیل مسیح کے دئے جانے کے بغیر یہ وعدہ پورا نہیں ہوسکتا۔

(ج) اُمت محمدیہ میں مرسلین کے آنے کا عام وعدہ بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَالْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔

(آل عمران: ۳/۱۸۰)

کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو ایسی حالت میں نہیں چھوڑے گا جس پر تم ہو بلکہ وہ خبیث کو طیب سے علیحدہ علیحدہ کرتا رہے گا لیکن اس کے لئے وہ تم کو (براہ راست) غیب پر اطلاع نہ دے گا بلکہ وہ جسے چاہے گا اپنے رسول کے طور پر برگزیدہ کرے گا۔ پس تم اللہ تعالیٰ پر اور اُس کے سب رسولوں پر ایمان لاتے رہو۔ اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر ہوگا“۔

اِس آیت میں مسلمانوں سے خطاب ہے اور انہیں بشارت دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں اُن کی اصلاح کا انتظام کرتا رہے گا اور یوں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ضرورت کے وقت جسے پسند فرمائے گا بطور اپنے فرستادہ کے مبعوث فرمائے گا۔ تمہیں چاہئے کہ خدا کے سب فرستادوں پر ایمان لاؤ۔

(د) قرآن مجید نے آخری زمانہ میں آنے والے موعود کی تین شانیں بیان کی ہیں۔

(اوّل) آنے والا موعود حضرت خاتم النبیّن صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہد ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے افمن کان علیٰ بینۃ من ربہ ویتلوہُ شاھدٌ منہُ ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماماً ورحمۃ۔ (ھود:۱۸)

کہ کیا جو شخص اپنے ربّ کی طرف سے دلیل و برہان پر قائم ہو اور پھر خدا کی طرف سے اس کی پیروی کرنے والا شاہد اُس کے پیچھے آئے اور اس سے پہلے موسیٰؑ کی کتاب امام و رحمت ہو (کیا وہ جھوٹا ہوسکتا ہے) اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر تینوں زمانوں کے دلائل کو جمع کر دیا گیا۔

زمانہ ماضی میں تورات کی پیشگوئیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر گواہ ہیں اور زمانہ حاضرہ میں پے در پے ظاہر ہونے والے نشانات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر دلیل ہیں اور زمانہ مستقبل میں آنے والا عظیم الشان شاہد آنحضرتؐ کی صداقت پر ناطق بُرہان ہوگا۔

اس آیت میں آنے والے موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہد قرار دیا گیا ہے۔ یتلوہ شاھدا منہ میں یتلوہ کے معنی ہیں کہ وہ موعود شاہد” افمن کان علیٰ بینۃ“ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کا پیروکار اور متبع ہوگا۔

عربی زبان میں ” تلاہ“ کے معنے ” تبعہ“ کے ہیں (المنجد) علامہ مجدالدین صاحب القاموس المحیط میں لکھتے ہیں ” تلوتہ“ کدعوتہ ورمیتہ تلواً کسمو تبعتہ کہ تلاہ کے معنی متبع ہونے کے ہیں۔

لغت عربی کے محقق امام راغب الاصفہانی اپنی مشہور لغت المفرادات جلد ۴ صفحہ ۳۰۲ میں لکھتے ہیں :(ترجمہ)

” تلا کے معنی کامل متابعت کے ہوتے ہیں۔ یہ کبھی جسمانی ہوتی ہے اور کبھی حکم میں اقتداء اور پیروی کے لحاظ سے۔ اس صورت میں اس کا مصدر تُلُوٌّ اور تِلْوٌ آتا ہے کبھی یہ متابعت پڑھنے اور معنے پر تدبر کرنے کا مفہوم رکھتی ہے۔ اس صورت میں اس کا مصدر تلاوۃ ہوتا ہے۔ والقمر اذا تلھا ارادہ بہ ھھنا الا تباع علیٰ سبیل الاقتداء والمرتبۃ کہ آیت قرآنی والقمر اذا تلھا میں تلا کا لفظ اقتداء اور مرتبہ کی پیروی کے لحاظ سے ہے

(باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں)

آپ کے خطوط۔ آپ کی رائے

مجلس تحفظ ختم نبوت کی دکان بند کی جائے

حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں ایک عرصہ قبل 'مجلس تحفظ ختم نبوت' کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے جس کے اراکین حیدرآباد دکن کی نامور علمی شخصیتیں ہیں جن میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی جیسے بین الاقوامی شہرت کے حامل دانشور بھی شامل ہیں۔ اس ادارہ کے قیام کا پس منظر یہ بتایا گیا ہے کہ قادیانی مسلمان نبی کریمؐ کو آخری شرعی نبی مانتے ہوئے غیر تشریعی نبوت کا دروازہ قیامت تک کھلا رکھ کر آپؐ کی ختم نبوت کی بابت حق تلفی کر رہے ہیں اور بھولے بھالے مسلمانوں کو دامے درمے اپنے جال میں پھانس کر ختم نبوت کے عقیدہ کی بیخ کنی کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس لئے اس ادارہ کا واحد مقصد یہ رکھا گیا ہے کہ وہ ختم نبوت کے عقیدہ کے خلاف قادیانی پروپگنڈہ کو روکنے کے لئے ضروری اقدامات کرے اور جو مسلمان اس پروپگنڈہ کا شکار ہو کر اس ادارہ کے مطابق اسلام سے نکل چکے ہیں اُن کی مناسب تبلیغ کرکے انہیں واپس دائرہ اسلام میں لایا جائے۔...... میں نے انہیں (احمدیوں کو۔ ناقل) اپنی کتاب "حقیقت کی تلاش" میں سنی حنفی مسلمان مانا ہے کیونکہ یہ آپس میں اور دیگر مسلمانوں کو اسلامی طریقے پر سلام کرتے ہیں (نساء۔ ۹۴) قبلہ رُخ ہو کر نماز پڑھتے ہیں، ایمان کے پانچ اجزاء توحید، رسالت آخرت، کتب آسمانی اور ملائکہ پر ایمان رکھتے ہیں اور فقہہ حنفی پر عمل کرتے ہیں۔ اس طرح وہ مسلمان ہونے کے پورے شرائط کی تکمیل کرتے ہیں ایسی صورت میں انہیں کافر قرار دینا نبی کریمؐ کی ایک حدیث کے مطابق اُلٹے خود کو کافر بنانا ہے اس لئے میں نے اِن مسلمانوں کو بے وجہ کافر قرار نہ دیکر اپنے کو کافر بنانے سے روکا ہے۔ حضرت علیؓ قبلہ رُخ ہو کر نماز پڑھنے والوں کو خارج از ملت اِسلامیہ قرار دینے کے حق میں نہیں تھے۔

مولانا ابوالکلام آزاد بھی حضرت علیؓ کے موقف کے حامل تھے۔ ایسی صورت میں یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے کہ آخر اس مجلس کے اراکین قادیانی مسلمانوں کو کافر کہہ کر ازروئے حدیث خود کافر بننے کا شوق کیوں رکھتے ہیں؟ اس کے علاوہ میں قادیانی حضرات تو کیا اسلام کے تمام ۷۲ کلمہ گو فرقوں کو پوری طرح مسلمان مانتا ہوں جبکہ ان فرقوں کے متعصب علماء کا یہ حال ہے کہ وہ صرف اپنے فرقہ کو مسلمان اور دوسرے فرقوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر جامعہ نظامیہ حیدرآباد نے ایک فتویٰ جاری کرکے مہدوی مسلمانوں کو کافر قرار دیا تھا اور شہر حیدرآباد کے ایک مفتی مولانا نوال الرحمٰن نے شیعہ مسلمانوں کو اشد کافر قرار دیتے ہوئے ان سے رشتۂ نکاح قائم کرنے کو ناجائز قرار دیا۔ یہاں میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے اراکین کی توجہ اُن کی اس ہمالیائی حماقت کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر وہ یہ کام نہ کرتے تو ختم نبوت کا عقیدہ حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹ جاتا (نعوذ باللہ) اُن کی یہ حماقت اِس بات سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ دُنیا کے 50 تا 60 اسلامی ممالک میں کہیں بھی کوئی ایسا ادارہ قائم نہیں کیا گیا ہے۔ کیا اس مجلس کے لائق و فائق اراکین کو یہ بات نہیں معلوم کہ خدا جیسی قادرِ مطلق ہستی نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے (حجر۔۹) جس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ توحید، رسالت اور آخرت کا عقیدہ ہر صورت میں قیامت تک باقی رہے گا۔ اب ایسی صورت میں حیدرآباد کے چند عاجز مطلق علماء کا ختم نبوت کی حفاظت کرنے کا عہد کرنا کیا نعوذ باللہ، اللہ کی اسکی حفاظت کرنے کی بات پر یقین نہ کرنا اور اللہ تعالیٰ سے ہمسری کرنے کے مترادف نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب میں مسلمانوں کو دعوت الی اللہ کا کام کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ (حج ۷۸) لیکن حیدرآباد کے چند مٹھی بھر علماء یہ سمجھتے ہیں کہ نہیں، دعوت الیٰ اللہ کا کام تو بعد میں بھی ہو سکتا ہے لیکن اس سے قبل اب ہمیں تحفظ ختم نبوت کا کام کرنا انتہائی ضروری ہے کیوں کہ اب اس کا بیڑا غرق ہوا ہی چاہتا ہے۔ ان کی یہ بات کتنی عجیب ہے کہ ان کو اس بات کی تو فکر لاحق ہے کہ مسلمانوں کا ایک فرقہ ختم نبوت کے عقیدہ کو مکمل طور پر کیوں نہیں مانتا لیکن ان کو اس بات کی کوئی فکر نہیں کہ دُنیا کی تین چوتھائی آبادی نبی کریمؐ کی نبوت کو تو سرے سے ہی نہیں مانتی اسی کو کہتے ہیں Penny wise pound foolish اور یوں بھی کسی نبی کو نہ ماننے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سوال ہی کہاں اُٹھتا ہے کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ سے یہ نہ کہتے کہ "اگر اہل کتاب تورات و انجیل کی پابندی کرتے اور اُس کی جو اِن پر ان کے رب کی طرف سے اُتارا گیا ہے تو وہ کھاتے اپنے اوپر سے اور اپنے قدموں کے نیچے سے (مائدہ: ٦٦) یعنی کثرت سے اور اللہ تعالیٰ عیسائی قوم کو قیامت تک یہودی قوم پر غالب رکھنے کی بشارت نہ دیتے (نساء: ۵۵) جو نبی کریمؐ کی نبوت پر نہ صرف ایمان نہیں رکھتی بلکہ آپؐ کو فریبی کہتی ہے (نقل کفر، کفر نہ باشد۔ حوالہ جارج سیل کا انگریزی ترجمہ قرآن) اور قرآن مجید کو آپؐ کی گھڑی ہوئی کتاب۔ آخر میں میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے نصب العین یعنی تحفظ ختم نبوت کے ایک فعل عبث ہونے کی تائید میں عصر حاضر کے ایک عظیم دانشور مولانا وحید الدین خاں کے ماہواری پرچہ الرسالہ مارچ ۲۰۰۳ء کے صفحہ ۴۲ سے لیا گیا ایک اقتباس ذیل میں پیش کر رہا ہوں۔

"موجودہ زمانہ کے مسلمان نہایت جوش و خروش کے ساتھ "تحفظ ختم نبوت" کی تحریک چلاتے ہیں۔ مگر اس قسم کی تحریکیں مضحکہ خیز حد تک بے معنی ہیں۔ ختم نبوت کے تحفظ کی ذمہ داری تو خود اللہ نے لے رکھی ہے۔ پھر مسلمان اس میں کیا رول ادا کر سکتے ہیں۔ اس قسم کی تحریک اتنا ہی بے معنی ہے جتنا کہ شمس و قمر کے تحفظ کی تحریک چلانا۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی ذمہ داری ختم نبوت کا تحفظ نہیں ہے بلکہ ختم نبوت کی دعوتی ذمہ داریوں کو ادا کرنا ہے۔ ختم نبوت کے بعد وہ مقام نبوت پر ہیں۔ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ دعوت الیٰ اللہ کا وہ کام کریں جو پہلے پیغمبر کے ذریعہ انجام پاتا تھا۔ لیکون الرسول شهيدا عليكم وتكونوا شهداء على الناس (الحج:۷۸)

اس طرح اوپر بتائے گئے حقائق کی روشنی میں، میں مجلس ختم نبوت کے ادارہ کو ادارہ نہیں بلکہ دُکان سمجھتا ہوں جسے بند کیا جانا چاہئے۔

خادم اسلام

سید صابر حسین

(ایم اے ایل ایل بی، ملے پلی حیدرآباد)

سیدنا حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس کے خسر محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب کی وفات پر صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے بھجوائے گئے تعزیت کے خط کے جواب میں حضور انور کا مکتوب گرامی۔

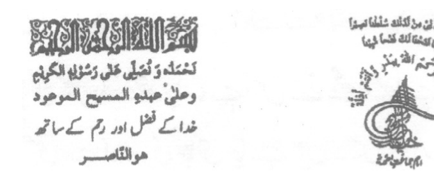

لندن

24/03/11

مکرم صدر صاحب و جملہ ممبران عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت سید داؤد مظفر شاہ صاحب کی وفات پر آپ کا تعزیتی خط موصول ہوا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ آپ بے شمار خوبیوں کے مالک اور ہمیشہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کرنے والے ایک نہایت متقی بزرگ انسان تھے۔ بڑے دعا گو، خاموش طبع، غریبوں کے ہمدرد اور ضرورتمندوں کا خیال رکھنے والے وجود، قرآن کریم سے محبت اور اس کی بکثرت تلاوت کرنا آپ کے معمولات میں ایک نمایاں چیز تھی۔ چھوٹوں بڑوں سب کے ساتھ بڑی خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔ طبیعت میں درویشی، عاجزی اور انکساری بہت زیادہ تھی۔ تمام زندگی دین کو دنیا پر مقدم رکھا اور حقیقت میں آپ کے گھر میں رعبِ دجاّل کبھی نہیں آیا۔ اللہ کرے کہ ہمیشہ آپ جیسے مخلص اور باوفا اور سلسلہ سے محبت کرنے والے وجود جماعت کو نصیب ہوتے رہیں اور آپ کی دعائیں آپ کی اولاد کے حق میں پوری ہوں اور انہیں بھی اپنے بزرگ آباء و اجداد کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق ملتی رہے۔ اللہ آپ کو صحت و تندرستی عطا فرمائے اور مقبول خدمت دین کی توفیق دے۔ اللہ آپ کی تمام مشکلات اور پریشانیاں دور فرمائے اور جملہ نیک تمنائیں پوری کرے۔ اللہ ہر آن حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

[signature]

خلیفۃ المسیح الخامس

ارشاد نبویؐ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان: 2248-5222

2248-16522243-0794

رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ: خورشید کلاتھ مارکیٹ

حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون 629443

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ کے اعزاز میں الوداعیہ

الحمدللہ کہ امسال جامعہ احمدیہ قادیان نے مورخہ 10 مئی 2011ء فارغ التحصیل 34 طلباء کے اعزاز میں الوداعیہ دیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ ان طلباء نے ''شاہد'' کی سند حاصل کی ہے۔ اور اسی موقع پر تعلیمی سال 10-2009ء اور 11-2010ء جامعہ کی کلاسز میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے اور سالانہ تقریب جامعہ احمدیہ ماہ اپریل 2011ء کے علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والوں کے درمیان انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔ حسب روایت ان تقریبات کی تیاری اور انتظام کی ڈیوٹی کلاس درجہ خامسہ نے ادا کی۔ مورخہ 10 مئی 2011ء صبح 8:45 بجے تلاوت قرآن مجید کے ساتھ اس بابرکت تقریب کی کاروائی شروع ہوئی۔ عزیز محمود احمد واردی آف انڈونیشیا متعلم درجہ خامسہ نے سورۃ رحمٰن کی ابتدائی آیات کی تلاوت کی اس اجلاس کی صدارت مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے فرمائی۔

محترم مولانا محمد حمید کوثر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے اپنی تعارفی تقریر میں اس تقریب کی غرض و غایت بیان کی اور الوداع ہونے والے طلباء کو میدان تبلیغ میں کام آنے والے چند نصائح سے نوازا۔

محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آپ 34 طلباء ہیں۔ جو آج جامعہ کی تدریس سے فارغ ہوکر میدان عمل میں جا رہے ہیں۔ آپ نے اپنی زندگیاں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے لئے وقف کی ہوئی ہیں اور وقف کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ سے سلسلہ جو بھی کام لے آپ اس کو باحسن بخوبی ادا کریں۔ موصوف نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آپ میدان عمل میں دُعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کریں کیونکہ اس خدا نے ہی آپ کی تائید و نصرت کرنی ہے۔ آپ کی تقریر کے بعد درجہ خامسہ کے طلباء نے تمام جامعہ احمدیہ کی طرف سے فارغ التحصیل طلباء درجہ سادسہ کو بزبان عربی و انگریزی سپاسنامہ پیش کیا۔ بعدہٗ فارغ التحصیل درجہ سادسہ کے طلباء نے بزبان عربی و انگریزی اس سپاسنامہ کا جواب دیا اور تمام طلباء و اساتذہ سے اپنے لئے دُعا کی درخواست کی۔ اسکے بعد مکرم شاہد احمد صاحب بٹ مبلغ سلسلہ البانیہ حال مقیم قادیان جو جامعہ احمدیہ قادیان کے فارغ التحصیل ہیں نے طلباء سے خطاب کیا۔

تقسیم انعامات کے بعد جامعہ احمدیہ کی طرف سے دوران سال جامعہ احمدیہ سے سلسلہ کے بہتر مفاد کی خاطر تبادلہ ہوکر گئے دو اساتذہ کو تحائف پیش کئے گئے۔ مکرم عطاء المجیب صاحب لون اب نظارت دعوتِ الی اللہ کے تحت ٹول فری میں خدمت بجالا رہے ہیں اور مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری اب اخبار بدر کے ایڈیٹر مقرر کئے گئے ہیں، مکرم قریشی محمد فضل اللہ صاحب جو لمبا عرصہ جامعہ احمدیہ کے اُستاد رہے اور ان کا بھی تبادلہ ہو چکا ہے، موصوف کو بھی اساتذہ و طلباء کی طرف سے سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ اس اجلاس کے آخر میں مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اجتماعی دُعا کروائی اور اپنے فارغ التحصیل طلباء کو دُعاؤں کے عظیم تحائف کے ساتھ رُخصت کیا۔ اللہ تعالیٰ تمام فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کو بہتر رنگ میں خدماتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ (پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان)

سیمینار جامعۃ المبشرین بعنوان ''انفاق فی سبیل اللہ''

مورخہ 16 مئی بروز سوموار ٹھیک 11:30 بجے M.T.A ہال جامعۃ المبشرین میں ایک شاندار سیمینار بعنوان ''انفاق فی سبیل اللہ'' کا انعقاد ہوا۔ سیمینار کی صدارت محترم سلطان احمد صاحب ظفر پرنسپل جامعۃ المبشرین قادیان نے کی۔ سیمینار میں تین طلباء عزیز نقیب الامین، عزیز مذکر یاسین اور عزیز فاروق احمد سیفی نے بالترتیب انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت و برکات قرآن و احادیث کی روشنی میں، آنحضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کی مالی قربانیاں، انفاق فی سبیل اللہ از روئے تحریرات حضرت مسیح موعودؑ و خلفاء کرام کے موضوعات پر تقاریر کیں۔ تقاریر کے بعد مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی جس میں اساتذہ میں سے دو مجیب حضرات مکرم محمد عارف صاحب ربّانی اور مکرم جاوید احمد صاحب لون نے سوالات کے جوابات دئے۔ آخر پر صدر اجلاس نے سیمینار کے کامیاب انعقاد پر خوشنودی کا اظہار کیا اور دعا کے ساتھ یہ سیمینار ختم ہوُا۔ (پرنسپل جامعۃ المبشرین قادیان)

دُعائے مغفرت

خاکسار کی والدہ محترمہ محمودہ خاتون صاحبہ اہلیہ محترم محمد سعید صاحب آف اورنگ آباد مورخہ 3/3/2011 بقضائے الٰہی بعمر 95 سال وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اسی طرح خاکسار کی چھوٹی بھابھی محترمہ سہیلہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم محمد بشیر صاحب آف اورنگ آباد مورخہ 2/5/11 کو کڈنی فیل ہو جانے کی وجہ سے بعمر 47 سال وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہر دو کی مغفرت، بلندی درجات کیلئے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام حاصل ہونے کیلئے قارئین بدر سے دُعا کی درخواست ہے۔ (محمد سفیر سلیجہ۔ اورنگ آباد)

اعلان نکاح

☆......مورخہ 9.5.11 کو عزیزم سراج الدین صاحب ابن احمد رضاء صاحب ساکن سرولی ضلع ہردوئی کا نکاح عزیزہ بلقیس بیگم بنت مکرم مشتاق احمد ساکن اٹوس کے ساتھ 260 گرام چاندی کے ساتھ ہوا اس موقعہ پر اعانت بدر دوصد روپے مکرم احمد رضاء صاحب نے ادا کی رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (مبلغ انچارج سرکل آگرہ)

☆......مورخہ 15.3.11 کو عزیزہ روشن جہاں بنت مکرم رشید احمد خان ساکن اودے پور کٹیا کا نکاح عزیزم نبی محمد ابن مکرم آس محمد آف ننگلہ گھنو کے ساتھ اکیاون ہزار روپے حق مہر پر پڑھا گیا۔ موصوف نے اعانت بدر دوصد روپے ادا کی ہے۔ رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کی دُعا کی درخواست ہے۔

(محمد ایوب خان سرکل انچارج آگرہ)

کمشنر و جوائنٹ کمشنر آف پولیس ممبئی کی خدمت میں قرآن مجید کے تحفہ کی پیشکش

ممبئی 18.2.11 عزت مآب سنجیو دیال صاحب IPS کمشنر و شری رجنیش سیٹھ صاحب IPS جوائنٹ کمشنر آف پولیس ممبئی سے ملاقات کر کے ان کو جماعت کا تعارف کرایا اور ان کی خدمت میں ''قرآن مجید'' و حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ کے یو۔ کے پارلیمنٹ میں ہوئے خطاب کے رسالہ کی ایک کاپی بطور تحفہ پیش کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی میں برکت عطاء فرمائے۔ آمین۔ (عقیل احمد سہارنپوری)

فل ٹائم کمپیوٹر ٹیچر

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے زیر نگرانی ادارہ **احمدیہ سینٹر فار کمپیوٹر ایجوکیشن** میں ایک فل ٹائم کمپیوٹر ٹیچر کی ضرورت ہے۔ ماہانہ مشاہرہ حسب لیاقت دیا جائے گا۔ رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔ ۲۷ جون ۲۰۱۱ تک **دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، محلہ احمدیہ قادیان۔ گورداسپور۔ پنجاب۔** میں رابطہ کریں۔

رابطہ نمبر: 01872-222900, 09915179794 ای میل: Sadrmajlis@yahoo.co.in

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

ضرورت مالی

بہشتی مقبرہ قادیان میں ایک ٹرینڈ مالی کی ضرورت ہے۔ مستقل طور پر خدمت کا جذبہ رکھنے والے احباب اپنی درخواستیں درج ذیل تفصیل کے ساتھ مورخہ 10/6/2011 تک اپنی جماعت کے امیر / صدر کے توسط سے دفتر ھذا میں ارسال فرمائیں۔ ٹریننگ سرٹیفیکٹ، نیز تجربہ تعلیمی سرٹیفکیٹ کی کاپی، میڈیکل سرٹیفکیٹ، عمر (تاریخ پیدائش) شرائط وغیرہ دفتر سے معلوم کی جاسکتی ہیں۔ درخواست دہندہ اپنا موبائیل نمبر اور مستقل پتہ وغیرہ بھی مکمل طور پر تحریر کریں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز)

جماعت احمدیہ کینانور زون کی تبلیغی مساعی

مورخہ 14.2.11 کو بروز سوموار ٹھیک پانچ بجے شام کنور ٹاؤن سکویئر میں مجلس انصار اللہ کینانور زون کے زیر اہتمام زونل امیر کینانور کی زیر صدارت جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ جس میں آنحضرت ﷺ کی پاکیزہ سیرت پر تقاریر کے ذریعہ روشنی ڈالی گئی۔ اس جلسہ میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ یہ پروگرام کینانور سٹی چینل میں Live نشر ہوا۔ اور اخبارات نے بھی اسکی کوریج دی۔

مورخہ 26 جنوری تا 31 جنوری کینانور شہر میں منعقد ہونے والے بک فیئر میں جماعت احمدیہ کو نمائندگی کی توفیق ملی۔ کثیر تعداد میں احباب ہمارے بک سٹال پر تشریف لائے۔ اس بک فیئر میں جماعت کا تعاون کروایا اور زائرین کے سوالوں کے جوابات دیئے گئے۔

مورخہ 15.2.11 بروز منگل ہندوؤں کے مذہبی رہنما شری شری روی شنکر کینانور تشریف لائے۔ اسی دن شام کو ۵ بجے تا دس بجے تک ان کی کمیٹی کی اجازت سے ہمارا ایک ایک سٹال لگایا گیا۔ خدا کے فضل سے بہت سے ہندو احباب ہمارے بک سٹال پر تشریف لائے۔ اور ان کے سوالات کے جوابات بھی دیئے گئے۔

مورخہ 20.2.11 کو مسجد احمدیہ کینانور میں مکرم بی عبدالسلام صاحب مقامی امیر کی زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا گیا جس میں حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی۔

مورخہ 26.2.11 کو جماعت کینانور سٹی کی طرف سے جلسہ سیرت النبی ﷺ بھی منعقد کیا گیا۔ جس میں علماء سلسلہ نے آنحضرت ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ دُعا کے ساتھ اجلاس برخواست ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی میں برکت ڈالے۔ آمین۔ (کے عبدالسلام سرکل انچارج کینانور زون)

شریف جیولرز ربوہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ

00-92-476214750 فون ریلوے روڈ

00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

حالات حاضرہ:

آج دنیا میں قیامت آنے کی پیشگوئی بائیبل کا حوالہ۔ یوروپ میں بھاری ہلچل

واشنگٹن: کیا ۲۱ مئی یعنی سنیچر وار کو یہ دنیا ختم ہو جائے گی؟ عیسائی دھرم کی پوتر کتاب بائیبل کے حوالے سے دعویٰ کیا جارہا ہے کہ کل ۲۱ مئی ۲۰۱۱ء کو دنیا ختم ہو جائے گی۔ کیلیفورنیا کے دھارمک براڈ کاسٹر فیملی ریڈیو کے صدر ہیرلڈ کیمپنگ نے بائیبل کی تاریخوں کی گنتی کے بعد ۲۱ مئی ۲۰۱۱ء کو دنیا کے ختم ہونے کی شروعات کی تاریخ بتائی ہے۔ کیمپنگ نے بائیبل کے حوالے سے کہا کہ دنیا کو ختم کرنے والی ببلیکل باڑھ کی تاریخ اس وقت کے کیلنڈر کے دوسرے مہینے کا ۱۷واں دن تھا۔ کمپنگ کے مطابق ۲۱ مئی اور ببلیکل باڑھ کے ۱۷ویں دن میں بہت سی یکسانیتیں ہیں۔ کیمپنگ کی گنتی کے مطابق یسوع مسیح کو یکم اپریل ۳۳ء۔ ڈی کو سولی پر چڑھایا گیا تھا۔

دھرتی کو سورج کا ایک چکر لگانے میں ۳۶۵ یعنی ۲۴۲۴ دن لگتے ہیں اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یکم اپریل ۲۰۱۱ء کو عیسیٰ مسیح کو سولی پر چڑھے ۷۲۲۴۴۹۰۷ دن ہو چکے ہیں۔ اس میں ۵۱ دن جوڑنے پر یہ ہندسہ ۷۲۲۵۰۰۰ ہو جاتا ہے۔ گنتی کے آدھار پر کیمپنگ کا ماننا ہے کہ ۲۱ مئی ۲۰۱۱ء کو دنیا ختم ہونے کی شروعات ہو جائے گی۔ نکتہ چینیوں کا کہنا ہے کہ دنیا کے ختم ہونے کی تاریخ عیسیٰ مسیح کے سولی پر چڑھائے جانے کو کیوں جوڑی جارہی ہے۔ وہ ان کی گنتی پر بھی سوال اٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ۱۷۔۱۰۔۵ کو کیمپنگ ایک ساتھ ضرب کیوں دیتے ہیں۔ نکتہ چینوں کا کہنا میں دنیا کے ختم ہونے کی گنتی کا جائزہ ہی کیوں ہوگا۔ نکتہ چینیوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ کیمپنگ یکم اپریل ۲۰۱۱ء کی تاریخ کی گنتی دوبار کرتے ہیں۔ امریکہ کے دھارمک اپدیشک مینی کا ماننا ہے کہ سال ۴۹۰۰ کو جب دنیا میں باڑھ آئی تھی تب ایشور یہ نے نوح کو بتایا تھا کہ سات دنوں میں دنیا کو ختم کردوں گا۔ مینی نے کہا کہ بائیبل میں لکھا ہے کہ پوری دنیا میں زلزلہ آئے گا جس سے چاروں طرف تباہی مچ جائے گی۔ یوروپ میں ہلچل ایشیا میں شانتی۔ کیمپنگ کی پیشگوئی کو لیکر پوری دنیا میں چرچا اور افواہوں کا بازار گرم ہے پوری دنیا میں قریب دو ہزار بل بورڈ ۲۱ بورڈ مئی کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کررہے ہیں۔

(بحوالہ۔ روزنامہ ہند سماچار ۲۱ مئی ۲۰۱۱ صفحہ ۳)

ایک اور دھرتی ملی۔ سائنسدانوں کا کمال

واشنگٹن: خلاء میں زمین کی طرح ایک ایسے نئے سیارہ کی کھوج ہوئی ہے جہاں انسان اس دھرتی کی طرح آسانی سے رہ سکتے ہیں۔ سائنسدانوں نے بڑا انکشاف کرتے ہوئے بتایا کہ زمین سے 120 کھرب میل دور دوسرے سور منڈل میں یہ سیارہ گلیس 581 جی پایا گیا جس کا ماحول انسانی زندگی کے موافق ہے۔ اس سیارے کا بھی اپنا ایک سورج ہے اور یہ دھرتی سے ۳ گنا بڑا ہے۔ سائنسدانوں کے مطابق یہ سیارہ گریویٹیشن فورس کے ذریعہ ایروسفیر قائم کرنے میں کامیاب ہے اور یہاں پانی کی بھی موجودگی ہوسکتی ہے۔

اس نئے سیارے کا نام گلیس 581 جی رکھا گیا ہے۔ زمین سے کئی معاملوں میں مطابقت رکھنے والا یہ سیارہ مستقبل میں خلائی ابھیانوں میں اہم پڑاؤ ثابت ہوسکتا ہے۔ کیلی فورنیا یونیورسٹی کے پروفیسر سٹیون واگ کے مطابق اس سیارے پر پایا گیا گریویٹیشن فورس دھرتی جیسا ہی طاقتور ہے اور یہاں چلنے پھرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔ حالانکہ یہ سیارہ چکر نہیں لگاتا اس لئے یہاں پر ایک حصے میں ہمیشہ دن اور ایک حصہ میں ہمیشہ رات رہے گی۔ اس سیارہ پر زندگی کے لائق درجہ حرارت کو لے کر سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ ٹھنڈی اور گرم سطحوں کے درمیان کی لائن پر اس کا درجہ حرارت ۲۴ ڈگری اور ۱۰ ڈگری فارن ہیٹ ہوسکتا ہے جہاں انسان آسانی سے رہ سکتا ہے۔ اس سیارے پر زندگی کے امکان کو لیکر سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ یہاں پر جاندار کا پیدا ہونا اس بات پر منحصر کرتا ہے کہ اس کی مختلف آب و ہوا میں رہنے کی صلاحیت کتنی اور کیسی ہے۔ (بحوالہ ہند سماچار ۱۹ مئی ۱۱ صفحہ ۳)

دھرم کے نام پر دھوکہ بازی ہے امرناتھ یاترا۔ اگنی ویش

یہ ایک دھارمک پاکھنڈ۔ میری سمجھ سے باہر ہے کہ لوگ اس یاترا میں کیوں جاتے ہیں

سری نگر ۱۸ مئی: سوشل ورکر سوامی اگنی ویش نے امرناتھ یاترا کو دھرم کے نام پر دھوکہ قرار دیا ہے۔ سوامی اگنی ویش کے مطابق امرناتھ کی یاترا کرنے والوں کو دھرم پر کوئی وشواس نہیں ہے۔ اگنی ویش نے کہا ’’امرناتھ میں بننے والا شولنگ ایک قدرتی عمل ہے اسے دھرم سے جوڑا جانا صحیح نہیں ہے‘‘۔ انہوں نے کہا میری سمجھ سے باہر ہے کہ لوگ امرناتھ یاترا کیلئے کیوں جاتے ہیں؟ یہ دھرم کے نام پر دھوکا ہے۔ انہوں نے وضاحت کی کہ میں اس قسم کے دھرم میں یقین نہیں رکھتا۔ دھرم وہ ہے جو غریبوں اور محرومیت کے شکار لوگوں کو انصاف دلائے۔ سوامی نے امرناتھ شرائین بورڈ کے سابقہ چیئرمین گونر ایس کے سنہا پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ شولنگ پگھلنے کے بعد نقلی شولنگ تیار کرنا افسوسناک ہے۔

امرناتھ یاترا کو لیکر سوامی ویش کے بیان سے ہندو تنظیموں میں سخت غصہ ہے۔ وشو ہندو پریشد، بجرنگ دل، بھاجپا، کرانتی دل۔ شوسینا نے سوامی اگنی ویش سے اس پر معافی مانگنے کو کہا ہے امرناتھ میں بھگوان شیو کا جیوتر لنگ 1350 فٹ کی بلندی پر ہے۔ امسال امرناتھ یاترا 29 جون اور 13 اگست کے درمیان میں ہوگی۔ تا حال ۳۰۰۰۷ تیرتھ یاتری اس کے لئے اپنا نام رجسٹر کروا چکے ہیں گذشتہ برس ساڑھے چار لاکھ یاتریوں نے امرناتھ کی یاترا کی تھی۔ (بحوالہ ہند سماچار جالندھر 19 مئی 2011ء صفحہ 7)

بھارت میں شراب بندی کیوں نہیں ہوسکتی؟

روزنامہ سپوکس مین پنجاب چنڈی گڑھ مورخہ 21.5.11 کے صفحہ ۶ میں دھرم پال سنگھ ٹھکرال مندرجہ بالا سرخی کے تحت لکھتے ہیں:

’’شراب پینے کی عادت ایک عادت ہی نہیں بلکہ انتہائی تباہ کن بیماری بن جاتی ہے۔ ایک۔ ایک پیگ سے شروع ہوکر پھر بوتل سے منہ لگانے لگ جاتے ہیں۔ تفریح یا کسی اور بہانے سے منہ کو لگی شراب اس طرح چڑھتی ہے کہ آدمی ہوش وحواس کھو کر پھر اس کا ہی غلام ہوکر رہ جاتا ہے......شراب دنیا بھر میں (کچھ ایک اسلامی ممالک کو چھوڑ کر) آزادی سے بنتی اور بیچی جاتی ہے۔ کئی ملکوں کی کمائی کا ذریعہ ہی شراب کی فروخت اور اُس پر لگائے گئے انکم ٹیکس میں ہے آج کل شراب پینا یا پلانا اپنی وجاہت اور شان وشوکت کے اظہار کا ذریعہ بن گیا ہے۔ اچھی شراب کئی طرح کی لبھاونی بوتلوں میں اور ڈبوں میں بند کر کے دوکانوں میں سجائی جاتی ہیں ...... بھارت میں پنجاب میں شراب کی سب سے زیادہ کھپت ہوتی ہے۔ شراب کے ٹھیکے تو الگ رہے گاؤں دیہاتوں میں شراب ٹھیکوں سے کئی گنا زیادہ نکالی اور بیچی جاتی ہے۔ مندرجہ بالا ساری سچی باتیں لکھنے کی وجہ یہ کہ قارئین شراب سے نفرت کریں۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ابھی تک اس کی ہلاکت سے بچے ہوئے ہیں۔

کیا بھارت میں شراب بندی نہیں ہوسکتی؟ اگر سرکار کا ارادہ پکا ہو تو صرف ٹیکسوں کی خاطر دیش کی جوانی، لوگوں کی محنت سے کھلواڑ کرنا رُک سکتا ہے۔ آمدن کے اور ذرائع تلاش کئے جاسکتے ہیں۔ سوس بینکوں میں جمع پیسہ ہی اگر سرکار واپس لے آئے تو شراب کے ذریعہ ہونے والی آمدن کی کوئی ضرورت نہیں۔ ضرورت ہے عزم اور حوصلہ کی شراب بندی کو لاگو کرنے اور اس پر پہرہ دینے کی۔‘‘

(مکرم ملک لطف الرحمٰن شاکر صاحب (واقفِ زندگی) مقیم جرمنی کے سانحہء ارتحال پر)

ایک چاکر درِ خلافت کا
پیکرِ شکر اک غلام گیا

لے کے ہمراہ دعائیں آقا کی
خوش نصیب و شاد کام گیا

باپ دادا کی خوبیوں کا امیں
ان کے پیچھے بلند بام گیا

خادمِ خاص تھا بزرگوں کا
پا کے خدمت میں اونچا نام گیا

خدمتِ خلق تھا شعار اس کا
دوڑ کر سوئے خاص و عام گیا

رونقِ بزم تھا وجود اس کا
دے کے الفت کا سب کو جام گیا

اس کی باتوں میں تھی لطافت بھی
شیریں گفتار و خوش کلام گیا

واقفِ زندگی تھا ، موصی بھی
بے نیازِ نمود و نام گیا

واہ کیا اسمِ با مسمّٰی تھا
باعثِ لطف و فیضِ عام گیا

لطف و رحمت سے شاد کر یا رب
لطفِ رحماں کا پا کے نام گیا

(عطاء المجیب راشد۔ لندن)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز - کشمیر جیولرز
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-220757
Tel. : (0091) 1872-221702
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 60 Thursday 2 June 2011 Issue No. 22

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 35 Pounds Or 60 U.S. $
: 40 Euro
: 65 Canadian Dollar

دُعا کے لوازم میں سے یہ ہے کہ دل پگھل جاوے اور رُوح پانی کی طرح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرے

گناہ سے بچنے کیلئے جہاں دُعا کرو وہاں تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھ سے مت چھوڑو۔

ہمارے قول و فعل خدا کی رضا کے لئے ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 20 مئی 2011 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ آنحضرتؐ کے عاشق صادق، غلام صادق امام الزمان اور آپؐ کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح و مہدی کو اللہ تعالیٰ نے ایک لمبے اندھیرے زمانے کے بعد بھیج کر ہم پر جو احسان کیا ہے اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر کریں کم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کے اقوال و ارشادات پر غور کریں اور اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ کونوا مع الصادقین یعنی صادقین کی صحبت اختیار کرو اور اس کی صحبت سے فیض پاؤ۔ اس کے سب سے خوبصورت نظارے اس وقت ملتے ہیں جب صحابہؓ نے آنحضرتؐ کے وجود سے فیض پاکر آپؐ کی مجالس سے فائدہ اُٹھایا اور ہمیں آپؐ کے ارشادات پہنچائے پھر یہ دوسرا زمانہ ہے جس میں آپؐ کے غلام صادق کا ظہور ہوا۔ آپؑ نے بے شمار کتب اسلام کی خوبصورت تعلیم، قرآن مجید کی سچائی کے ظہور کے لئے تالیف کیں۔ اور آپؑ کی بہت سی مجالس ایسی بھی ہیں جو صحابہؓ کے ساتھ لگتی تھیں۔ کچھ چھوٹی کچھ بڑی جلسوں کی تقاریر کی صورت میں ہیں۔ جن میں آپؑ کے صحابہؓ آپ کی صحبت سے فیض پانے والے تھے۔

ان مجالس کو اس زمانہ میں جماعت کے اخباروں نے محفوظ کیا۔ کتنے خوش نصیب تھے وہ لوگ جنہوں نے امام الزمان کی صحبت سے فیض پایا۔ اور صحبت صالحین کے قرآنی حکم سے فیض پایا۔ ہم اس مجلس میں ملنے والوں، اور سوال کرنے والوں کے بھی شکر گذار ہیں کہ ان کے ذریعہ سے ہم ان باتوں کو ۱۰۰ سال گزرنے پر بھی محسوس کر سکتے ہیں۔ اور ان باتوں کو پڑھ کر چشم تصور سے ان مجالس میں شریک ہوتے ہیں۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دُعا، نماز اور قبولیت دعا کے حوالہ سے اپنے خطبہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی پاکیزہ مجالس میں سے بعض حصے نمونۃً پیش فرمائے جن میں سے کچھ ایک کا ذکر اختصار سے کیا جاتا ہے۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ ذیل اقتباسات پڑھے۔

''یاد رکھو کہ یہ جو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کی ابتداء بھی دُعا سے ہی کی ہے اور پھر اس کو ختم بھی دُعا پر ہی کیا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ انسان ایسا کمزور ہے کہ خدا کے فضل کے بغیر پاک ہو ہی نہیں سکتا اور جب تک خدا تعالیٰ سے مدد اور نصرت نہ ملے یہ نیکی میں ترقی کر ہی نہیں سکتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ سب مُردے ہیں مگر جس کو خدا زندہ کرے اور سب گمراہ ہیں مگر جس کو خدا ہدایت دے اور سب اندھے ہیں مگر جس کو خدا بینا کرے۔ غرض یہ سچی بات ہے کہ جب تک خدا کا فیض حاصل نہیں ہوتا تب تک دُنیا کی محبت کا طوق گلے کا ہار رہتا ہے اور وہی اس سے خلاصی پاتے ہیں جن پر خدا اپنا فضل کرتا ہے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کا فیض بھی دُعا سے ہی شروع ہوتا ہے۔

لیکن یہ مت سمجھو کہ دُعا صرف زبانی بک بک کا نام ہے بلکہ دُعا ایک قسم کی موت ہے جس کے بعد زندگی حاصل ہوتی ہے۔ دُعا میں ایک مقناطیسی اثر ہوتا ہے وہ فیض اور فضل کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

یہ کیا دُعا ہے کہ منہ سے تو اھدنا الصراط المستقیم کہتے رہے اور دل میں خیال رہا کہ فلاں سودا اس طرح کرنا ہے۔ فلاں چیز رہ گئی ہے۔ یہ کام یوں چاہئے تھا اگر اس طرح ہو جائے تو پھر یوں کریں گے۔ یہ تو صرف عمر کا ضائع کرنا ہے۔ جب تک انسان کتاب اللہ کو مقدم نہیں کرتا اور اسی کے مطابق عملدرآمد نہیں کرتا تب تک اس کی نمازیں محض وقت کا ضائع کرنا ہے۔

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۳۹۹۔۴۰۰)

پھر نماز کیا ہے؟ یہ ایک دُعا ہے جس میں پورا درد اور سوزش ہو اسی لئے اس کا نام صلوٰۃ ہے کیونکہ سوزش اور فرقت اور درد سے طلب کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بدارادوں اور برے جذبات کو اندر سے دور کرے اور پاک محبت اس کی جگہ اپنے فیض عام کے ماتحت پیدا کر دے۔

صلوٰۃ کا لفظ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ نرے الفاظ اور دُعا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ضروری ہے کہ ایک سوزش، رقت اور درد ساتھ ہو۔ خدا تعالیٰ کسی دعا کو نہیں سنتا جب تک دُعا کرنے والا موت تک نہ پہنچ جاوے۔ دُعا مانگنا ایک مشکل امر ہے اور لوگ اس کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں۔ بہت سے لوگ مجھے خط لکھتے ہیں کہ ہم نے فلاں وقت فلاں امر کیلئے دُعا کی تھی مگر اس کا اثر نہ ہوا اور اس طرح پر وہ خدا تعالیٰ سے بدظنی کرتے ہیں اور مایوس ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ جب تک دُعا کے لوازم ساتھ نہ ہوں وہ دُعا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

دُعا کے لوازم میں سے یہ ہے کہ دل پگھل جاوے اور رُوح پانی کی طرح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرے اور ایک کرب اور اضطراب اس میں پیدا ہو اور ساتھ ہی انسان بے صبر اور جلد باز نہ ہو بلکہ صبر اور استقامت کے ساتھ دُعا میں لگا رہے پھر توقع کی جاتی ہے کہ وہ دُعا قبول ہوگی۔

نماز بڑی اعلیٰ درجہ کی دعا ہے مگر افسوس لوگ اس کی قدر نہیں جانتے اور اس کی حقیقت صرف اتنی ہی سمجھتے ہیں کہ رسمی طور پر قیام رکوع سجود کر لیا اور چند فقرے طوطے کی طرح رٹ لئے خواہ اُسے سمجھیں یا نہ سمجھیں ایک اور افسوسناک امر پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے ہی مسلمان نماز کی حقیقت سے ناواقف تھے اور اس پر توجہ نہیں کرتے تھے۔ اس پر بہت سے فرقے ایسے پیدا ہو گئے جنہوں نے نماز کی پابندیوں کو اُڑا کر اس کی جگہ چند وظیفے اور وِرد قرار دے دیئے۔ کوئی نوشاہی ہے۔ کوئی چشتی ہے کوئی کچھ ہے کوئی کچھ۔ یہ لوگ اندرونی طور پر اسلام اور احکام الٰہی پر حملہ کرتے ہیں اور شریعت کی پابندیوں کو توڑ کر ایک نئی شریعت قائم کرتے ہیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ ہمیں اور ہر ایک طالب حق کو نماز ایسی نعمت کے ہوتے ہوئے کسی اور بدعت کی ضرورت نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی تکلیف یا ابتلاء کو دیکھتے تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاتے تھے اور ہمارا اپنا اور ان راستبازوں کا جو پہلے ہو گذرے ہیں ان سب کا تجربہ ہے کہ ''نماز سے بڑھ کر خدا کی طرف لے جانے والی کوئی چیز نہیں''۔

جب انسان قیام کرتا ہے تو وہ ایک ادب کا طریق اختیار کرتا ہے۔ ایک غلام جب اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ دست بستہ کھڑا ہوتا ہے۔ پھر رکوع بھی ادب ہے جو قیام سے بڑھ کر ہے اور سجدہ ادب کا انتہائی مقام ہے۔ جب انسان اپنے آپ کو فنا کی حالت میں ڈال دیتا ہے اس وقت سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ افسوس ان نادانوں اور دُنیا پرستوں پر جو نماز کی ترمیم کرنا چاہتے ہیں اور رکوع سجود پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ تو کمال درجہ کی خوبی کی باتیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان اس عالم سے حصہ نہ لے جس سے نماز اپنی حد تک پہنچتی ہے تب تک انسان کے ہاتھ میں کچھ نہیں مگر جس شخص کا یقین خدا پر نہیں وہ نماز پر کس طرح یقین کر سکتا ہے۔

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۹۳۔۹۴)

حضرت مسیح موعودؑ کی اگست ۱۹۰۴ء کی ایک مجلس کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ گناہ سے بچنے کیلئے جہاں دُعا کرو وہاں تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھ سے مت چھوڑو۔ اور ایسی محفلیں اور مجلسیں جن میں جانے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کر دو اور ساتھ ہی ساتھ دُعا کرو اور خوب جان لو کہ آفات سے جو قضاء و قدر سے پیدا ہوتی ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی مدد نہ ہو رہائی نہیں پائی جاتی۔ دعا کی مثال چشمہ شیریں کی مانند ہے جس پر مومن چلتا ہے وہ جب چاہے اس سے اپنے آپ کو سیراب کر لیتا ہے۔ جس طرح ایک مچھلی پانی کے بنا نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح ایک مومن دُعا کے بنا نہیں رہ سکتا۔ دُعا کی قبولیت کے لئے استقامت ایک ضروری شے ہے۔ رسول کریمؐ کی استقامت بھی ایک فوق الطاقت معجزہ ہے۔

خطبے کے آخر میں سیدنا حضور انور نے فرمایا کہ یہ دُعا کے مضمون کے چند نمونے ہیں جو میں نے پیش کئے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دُعا کے مضمون کو سمجھنے اور اپنی زندگیوں میں اُتارنے کی توفیق دے ہمیشہ خدا تعالیٰ کی رضا ہمارے پیش نظر ہو۔ ہم اس روح کو سمجھنے والے ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ رشتہ جوڑ کر ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اور یہ بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہمارے قول و فعل خدا کی رضا کے لئے ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ مخالفین کے مقابل جماعت کی حفاظت کے لئے بھی دُعا کریں۔ رب انی مظلوم فانتصر۔ اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذ بک من شرورھم خصوصی طور پر پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری سب دُعائیں قبول فرمائے۔ ہمیں اس طریق پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ جس پر حضرت مسیح موعودؑ ہمیں چلانا چاہتے ہیں۔ ☆☆☆

کمپوزنگ و ڈیزائننگ : کرشن احمد قادیان